نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ
اللّٰہُ نَزَّلَ اَحسَنَ الحَدِیثِ
القرآن الحدیث
ماھنامہ
الحدیث
حضرو
شمارہ نمبر
26
جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ جولائی 2006ء
مدیر
حافظ زبیر علی زئی
ہدایت کا راستہ
صف بندی اور "صف دری"!
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے زریں اقوال و افعال
وضو اور اس کی بدعات
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت
مکتبۃ الحدیث
مکتبۃ الحدیث
حضرو، اٹک : پاکستان

کلمۃ الحدیث حافظ زبیر علی زئی

# ہدایت کا راستہ

[الشیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ کی کتاب ''شرح حدیث جبریل'' سے انتخاب]

ہدایت کا راستہ، نبی ﷺ کی اتباع پر ہی منحصر ہے۔ اللہ کی عبادت صرف اسی طریقے پر ہوگی جو رسول کریم ﷺ لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس کی اتباع کے بغیر کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جو (بندوں کو) اللہ کے ساتھ ملا دے۔ (یعنی جنت میں داخلے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو کہ آپ ﷺ کی اتباع و اطاعت ہے۔)

کھانے پینے کی ضرورتوں سے زیادہ، مسلمان کی یہ ضرورت ہے کہ صراطِ مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی ہوجائے۔ کھانا پینا تو دنیا کی زندگی کی ضرورت و زادِ راہ ہے اور صراطِ مستقیم آخرت کی ضرورت و زادِ راہ ہے۔

اس لئے سورہ فاتحہ میں صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعا کا ذکر آیا ہے۔ نماز کی رکعتیں، فرض ہوں یا نفل، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ واجب (یعنی فرض) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا، اُن لوگوں کا نہیں جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ اُن لوگوں کا جو گمراہ ہیں۔ (الفاتحہ: ۶، ۷)

مسلمان مسلسل (اللہ سے) یہ دعا کرتا رہتا ہے تاکہ اسے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے راستے کی طرف راہنمائی کرے جن پر انعام ہوا ہے اور ان لوگوں کے راستے سے بچائے جن پر غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں۔ یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے دشمنانِ دین کے راستے سے بچائے۔

[آیت کریمہ ﴿اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اجماع کی حجیت کے دیگر دلائل کیلئے دیکھئے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ اور المستدرک للحاکم النیسابوری رحمہ اللہ (۱۱۶/۱) والحمدللہ/ مترجم]

نبی ﷺ کا جنوں اور انسانوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت (وراہنمائی) کرنا وہ نُور ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ بے شک ہم نے آپ کو شاہد (گواہ) مبشر (خوش خبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا، اور اللہ کے حکم سے اُس کی طرف دعوت دینے والا اور سراج مُنیر (روشن چراغ) بنا کر بھیجا [الاحزاب: ۴۵، ۴۶]

اس آیت میں اللہ نے آپ کو سراج مُنیر (روشن چراغ) قرار دیا، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کے لئے روشنی کرتا ہے (تاکہ وہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں) یہی معنی ''النور'' کا ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے کہ ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ﴾ پس: اللہ، اُس کے رسول اور جو نور ہم نے نازل کیا ہے اُس پر ایمان لے آؤ۔ [التغابن: ۸] یعنی نورِ قرآن اس ہدایت پر مشتمل ہے جو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

الفصل الثانی اضواء المصابیح

# دس آسمانی احکام اور ایمان کا خروج

**۵۸۔ عن صفوان بن عسّال، قال: قال يهوديٌ لصاحبه: اذهب بنا إلٰى هذا النبي - فقال له صاحبه: لا تقل: نبي، إنه لو سمعک لكان له أربع أعينٍ. فأتيا رسول الله ﷺ فسألاه عن آياتٍ بيناتٍ، فقال رسول الله ﷺ: (( لا تُشرِكُوا بالله شيئاً، ولا تسرِقوا، ولا تَزْنوا، ولا تَقْتُلوا النّفسَ التي حرّم اللهُ إلا بِالْحَقِّ، ولا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إلٰى ذي سلطانٍ ليقتله، ولا تسحروا، ولا تأكلوا الرِّبا، ولا تقذفوا محصنةً، ولا تولوا للفرار يوم الزّحف، وعليكم خاصّةً- اليهود - أن لا تعتدوا فى السبت)). قال: فقبّلا يديه ورجليه، وقالا: نشهد أنک نبي. قال: (( فما يمنعكم أن تتّبعوني؟ )). قالا: إنّ داود عليه السلام دعا ربّه أن لا يزال من ذريته نبي، وإنا نخاف أن تبعناک أن يقتلنا اليهود. رواه الترمذي، وأبو داود، والنسائي .**

(سیدنا) صفوان بن عسال (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی دوست سے کہا: آؤ اس نبی کے پاس جائیں۔تو اس کے دوست نے کہا: (اُنھیں) نبی نہ کہو، کیونکہ اگر انھوں نے تجھے (یہ کہتے ہوئے) سُن لیا تو (خوشی سے) اُن کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے آپ سے آیات بینات کے بارے میں پوچھا (جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں۔)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وہ آیات یہ ہیں) اللہ کے ساتھ کسی چیز میں شرک نہ کرو (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو (۵) بے گناہ آدمی کو قتل کرانے کے لئے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ (۹) میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو۔

(۱۰) اور اے یہودیو! تم خاص طور پر سبت (ہفتے) والے دن سرکشی نہ کرو۔

(صفوان رضی اللہ عنہ نے) کہا: ان دونوں (یہودیوں) نے آپ (ﷺ) کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں چُومے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔آپ (ﷺ) نے فرمایا: پھر تم میری اتباع کیوں نہیں کرتے؟

انھوں نے کہا: بے شک داود علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ اُن کی اولاد میں سے نبی آتے رہیں لہٰذا ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم نے آپ کی اتباع کر لی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

اسے ترمذی (۲۷۳۳ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'') ابوداود (؟) اور نسائی (۷/۱۱۱ ح ۴۰۸۳) نے روایت کیا ہے۔

## تحقیق الحدیث:

اس روایت کی سند حسن ہے۔

اسے ترمذی ونسائی کے علاوہ ابن ماجہ (۳۷۰۵) احمد بن حنبل (۲۳۹/۴ ح ۱۸۰۹۲، ۲۴۰/۴ ح ۱۸۰۹۶) حاکم (۹/۱ ح ۲۰) ابن ابی شیبہ (المصنف ۲۸۹/۱۴ ح ۳۶۵۳۲، المسند ۳۶۷/۲ ـ ۳۶۹ ح ۸۸۰، ۸۸۱) ابوداود الطیالسی (۱۱۶۴) اور طحاوی (معانی الآثار ۲۱۵/۳) وغیرہم نے شعبۃ عن عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن سلمہ عن صفوان کی سند سے روایت کیا ہے۔

اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔

شعبہ بن الحجاج اور عمرو بن مرہ مشہور ثقہ راوی ہیں۔ مثلاً دیکھئے تقریب التہذیب (۲۷۹۰، ۵۱۱۲)

عبداللہ بن سلمہ پر درج ذیل علماء نے جرح کی ہے:

① البخاری، قال: لایتابع في حدیثه (التاریخ الکبیر ۹۹/۵)

② ابوحاتم الرازی، قال: تعرف وتنکر (الجرح والتعدیل ۷۴/۵)

③ النسائی، قال: یعرف وینکر (کتاب الضعفاء والمتروکین: ۳۴۷)

④ العقیلی، ذکرہ فی الضعفاء (الضعفاء الکبیر ۲۶۵/۲)

⑤ ابن الجوزی، ذکرہ فی الضعفاء (۱۲۵/۲ ت ۲۰۳۸)

⑥ ابواحمد الحاکم: حدیثه لیس بالقائم (کتاب الکنٰی بحوالہ تہذیب التہذیب ۲۴۱/۵)

درج ذیل علماء نے عبداللہ بن سلمہ مذکور کی توثیق کی ہے:

۱۔ العجلی، قال: ثقة (کتاب التاریخ: ۸۱۹)

۲۔ ابن عدی، قال: وأرجو أنه لا بأس به (الکامل ۱۴۸۷/۴)

۳۔ ابن حبان، قال: یخطئ (الثقات ۱۲/۵)

وصحح حدیثه (الاحسان: ۷۹۶، ۷۹۷، ۶۹۰۱، ۷۰۳۹)

۴۔ ابن خزیمہ، روی له في صحیحه (ح ۲۰۸۰)

۵۔ ابن الجارود، روی له فی المنتقٰی (ح ۹۴)

۶۔ ترمذی، صحح له (ح ۱۴۶)

۷۔ البغوی، صحح له (شرح السنۃ ۴۱/۲ ح ۲۷۳)

۸۔ الحاکم، صحح له (المستدرک ۵۲/۱، ح ۱۴۱، ۵۴۱، ۱۰۷/۴ ح ۷۰۸۳)

۹۔ الذہبی، صحح له (تلخیص المستدرک ۱۵۲/۱، ۱۰۷/۴)

۱۰۔ الہیثمی، قال في حدیثه: '' رواه الطبراني وإسناده حسن '' (مجمع الزوائد ۲۹۲/۹)

☆ یعقوب بن شیبہ، قال: ثقة (تہذیب التہذیب ۲۴۱/۵ بغیر سند)

☆ ابن السکن، صحح له (التلخیص الحبیر ۱۳۹/۱ ح ۱۸۴)

☆ عبدالحق الاشبیلی، صحح له (التلخیص ۱۳۹/۱)

۱۱۔ حافظ ابن حجر، قال: '' والحق أنه من قبیل الحسن یصلح للحجة ''

اور حق یہ ہے کہ وہ حسن کی قسم (کے راویوں) میں سے ہے جو کہ حجت بنانے کے لائق ہے۔ (فتح الباری ۳۲۴/۱)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن سلمہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی ہے لہٰذا اس کی حدیث حسن کے درجے سے قطعاً نہیں گرتی۔ جمہور محدثین کرام کا اس کی بیان کردہ حدیث کو حسن یا صحیح قرار دینا اس کی دلیل ہے کہ عمرو بن مرہ کا عبداللہ بن سلمہ سے سماع اس کے اختلاط سے پہلے کا ہے لہٰذا اس سند پر اختلاط کا الزام مردود ہے۔

سنن دارقطنی میں ہے کہ شعبہ نے عبداللہ بن سلمہ کی ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:

'' ما أحدث بحدیث أحسن منه '' میں اس حدیث سے زیادہ اچھی کوئی حدیث بیان نہیں کرتا۔ (۱۱۹/۱، ۱۲۰ ح ۴۲۳)

معلوم ہوا کہ شعبہ کے نزدیک عمرو بن مرہ کا عبداللہ بن سلمہ سے سماع اختلاط سے پہلے کا ہے۔

ابن خزیمہ نے صحیح سند کے ساتھ امام شعبہ سے نقل کیا: '' ھذا حدیث ثلث رأس مالي '' یہ حدیث میرے سرمائے کا تیسرا حصہ ہے۔ (۱۰۴/۱ ح ۲۰۸)

تنبیہ: سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی روایتِ مذکورہ سنن ابی داود میں نہیں ملی۔ !!

## فقہ الحدیث

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عام یہودی علماء کو یہ معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی و رسول ہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے تھے۔ معلوم ہوا کہ صرف دل میں کسی بات کا یقین کر لینا اس بات کی حتمی دلیل نہیں ہے کہ ایسا شخص اب مومن ہو گیا ہے بلکہ دلی یقین کے ساتھ زبانی اقرار اور جسمانی عمل ضروری ہے۔

۲۔ اس حدیث میں جن نو آیتوں (اور دسویں بات) کا ذکر ہے یہ دس احکام ہیں جو بنی اسرائیل کو دیئے گئے تھے۔

سورہ بنی اسرائیل (۱۰۱) میں جن نو آیات (نشانیوں) کا ذکر آیا ہے وہ ان کے علاوہ نشانیاں ہیں۔

ابوالحسن علی بن احمد الواحدی (متوفی ۴۶۸ھ) فرماتے ہیں: مفسرین یہ کہتے ہیں کہ ان نو نشانیوں سے مراد یہ ہے۔

(۱) طوفان (۲) ٹڈی دل (۳) جوئیں (۴) مینڈک (۵) خون (۶) عصا (۷) موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ (۷) بارش نہ برسنے والے سال (۹) اور پھلوں میں کمی، دیکھئے الوسیط (ج ۳ ص ۱۳۰)

ان نشانیوں کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ ان میں سے کئی نشانیاں وہ عذاب ہیں جو فرعونیوں پر بھیجے گئے۔ نیز دیکھئے تفسیر

ابن کثیر (۴/ ۱۸۷)

۳۔ بہت سے لوگ حق تسلیم نہ کرنے کے لئے جعلی عذر تراشنے اور جھوٹ بولنے سے ذرا بھی نہیں شرماتے ورنہ یہودیوں کی اپنی تسلیم کردہ محرَّف تورات میں لکھا ہوا ہے کہ ''میں اُن کے لئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا..'' (استثناء ۱۸:۱۶ اص ۱۸۴)

لہٰذا آلِ داود والی بات نہ رہی بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیل میں سے آخری نبی آچکا مگر یہودی حضرات جھوٹ بولنے اور کفر سے ذرا بھی نہیں شرماتے۔

۴۔ ہاتھ چومنا تو دوسری روایات سے بھی ثابت ہے۔ عاصم بن بہدلہ نے کہا کہ جب ابو وائل (شقیق بن سلمہ تابعی) سفر سے آتے تو میرا ہاتھ چومتے۔ (التقبیل والمعانقۃ لابن الاعرابی بتحقیقی: ۵ وسندہ صحیح)

عبدالرحمٰن بن رزین وغیرہ تابعین نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما۔ (التقبیل والمعانقہ: ۳۶ وسندہ حسن، طبقات ابن سعد ۴/ ۳۰۶، مسند احمد ۴/ ۵۴، ۵۵، الادب المفرد للبخاری: ۹۷۳ وقال الالبانی: حسن الاسناد)

یزید بن الاسود (تابعی) نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما۔ (التقبیل والمعانقۃ: ۳۷ وسندہ صحیح)

لیکن دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاؤں چومنا منسوخ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔ (دیکھئے سنن ابن ماجہ: ۱۸۵۳ و مسند احمد ۴/ ۳۸۱ و صحیح ابن حبان، الموارد: ۱۲۹۰ وسندہ حسن)

**۵۹۔ وعن أنس، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: (( ثلاث من أصل الإيمان: الكفُّ عمن قال: لا إله إلاالله، لا تكفّره بذنب، ولا تخرجه من الإسلام بعمل. والجهاد ماضٍ مذ بعثني الله إلى أن يقاتل آخرُ هذه الأمةِ الدّجّالَ، لا يبطله جور جائر، ولا عدل عادلٍ. والإيمان بالأقدار )).**

**رواه أبو داود.**

(سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین (چیزیں) ایمان کی اصل میں سے ہیں۔

① جو شخص لا الہ الا اللہ کہے، اُس سے رُک جانا، تُو اُس کے کسی گناہ کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کر اور نہ اسے اس کے کسی عمل کی وجہ سے اسلام سے نکال۔

② میرے نبی بنائے جانے سے لے کر اس وقت تک جہاد جاری رہے گا جب تک اس امت کا آخری حصہ دجال سے جنگ کرے گا (اور) اسے (جہاد کو) کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا انصاف ختم نہیں کرے گا۔

③ اور تقدیر پر ایمان لانا۔ اسے ابوداود (۲۵۳۲) نے روایت کیا ہے۔

## تحقیق الحدیث

اس روایت کی سند یزید بن ابی نشبہ کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۱۵ اص ۱۰

**٦٠۔ وعن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ : (( إذا زنى العبدُ خرج منه الإيمان ، فكان فوق رأسِه كالظلّة، فإذا خرج من ذلک العمل رجع إليه الإيمان )). رواه الترمذي، وأبو داود.**

(سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے، پھر وہ ایمان اس کے سر پر چھتری کی طرح (سایہ فگن) ہو جاتا ہے۔ جب وہ یہ عمل کر لیتا ہے تو اس کا ایمان لوٹ آتا ہے۔ اسے ترمذی (بعد ح: ۲۶۲۵ معلقاً بغیر سند) اور ابوداود (۴۶۹۰) نے روایت کیا ہے۔

## تحقیق الحدیث

اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابن مندہ (الایمان: ۵۱۹) اور حاکم (۲۲/۱ ح ۵۶) نے سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے، اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح بخاری وصحیح مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

## فقہ الحدیث

۱۔ ایمان کے مختلف درجے ہیں۔

۲۔ گناہ کبیرہ سے مسلمان کافر نہیں ہو جاتا۔/ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے مسلمان کافر نہیں ہوتا۔

۳۔ یہ حدیث خوارج پر رد ہے۔

# الفصل الثالث (تیسری فصل)

**٦١۔ عن معاذ ، قال: أوصاني رسول الله ﷺ بعشر كلمات، قال: (( لا تشرک بالله شيئاً وإن قتلت وحرّقت، ولا تعقّنّ والديک وإن أمراک أن تخرج من أهلک ومالک، ولا تتركنّ صلاة مكتوبة متعمداً، فإن من ترک صلاة مكتوبة متعمداً فقد برئت منه ذمة الله ، ولا تشربن خمراً فإنه رأس كل فاحشة، وإياک والمعصية، فإن بالمعصية حلّ سخط الله، وإياک والفرار من الزحف وإن هلک الناس، وإذا أصاب الناس موت وأنت فيهم، فاثبت، وأنفق على عيالک من طَولک ، ولا ترفع عنهم عصاک أدباً وأخفم في الله)). رواه أحمد.**

(سیدنا) معاذ (بن جبل رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں (پر عمل کرنے) کی وصیت فرمائی: (۱) اللہ کے ساتھ کسی چیز میں شرک نہ کرو اگرچہ تم قتل کر دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ (۲) اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ وہ تمھیں تمھارے گھر بار اور مال سے نکل جانے کا حکم دے دیں۔ (۳) فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دی تو اس سے اللہ کا ذمہ اُٹھ گیا۔ (۴) اور شراب نہ پیو کیونکہ یہ ہر بے حیائی

کی بنیاد ہے۔(۵) اور نافرمانی سے بچو کیونکہ نافرمانی سے اللہ کا غضب لازم ہو جاتا ہے۔(۶) میدانِ جہاد سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اگرچہ سارے لوگ ہلاک ہو جائیں (۷) اگر لوگوں کو مارنے والی وبا (طاعون وغیرہ) آجائے اور تم ان میں موجود ہو تو ثابت قدم رہو (۸) اپنے گھر والوں پر اپنے مال میں سے خرچ کرو (۹) ادب سکھانے والی لاٹھی کو اپنے گھر والوں سے نہ اُٹھاؤ۔(۱۰) اور گھر والوں کو اللہ سے ڈراتے رہو۔ اسے احمد (۲۳۸/۵ ح ۲۲۴۲۵) نے روایت کیا ہے۔

## تحقیق الحدیث

اس روایت کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث:۶ ص ۱۳

**۶۲۔ وعن حذيفة، قال: إنما النفاق كان على عهد رسول الله ﷺ، فأما اليوم، فإنما هو الكفر، أو الإيمان. رواه البخاري.**

(سیدنا) حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نفاق تو نبی ﷺ کے زمانے میں تھا، آج کل تو کفر یا ایمان ہی ہے۔

اسے بخاری (۷۱۱۴) نے روایت کیا ہے۔

## فقہ الحدیث

۱۔ نبی ﷺ کے زمانے میں جب اسلام کو چاروں طرف سے خطرہ تھا اس وقت منافقین کی پکڑ دھکڑ نہیں کی گئی اور نہ انھیں قتل کیا گیا تاکہ لوگ یہ نہ کہتے پھریں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کر رہے ہیں، اب یہ رخصت اور نرمی باقی نہیں رہی کیونکہ اسلام غالب ہو گیا۔ اب تو کفر یا اسلام ہی باقی رہ گیا ہے۔

۲۔ نفاق گناہ کبیرہ ہے۔ خلیفۃ المسلمین اگر مناسب سمجھے تو منافقین کو سزا دے سکتا ہے۔

حافظ طارق مجاہد یزمانی

### حدیثِ رسول اور لوگوں کے اقوال

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ تک ثقہ راویوں کی (متصل) سند کے ساتھ حدیث پہنچ جائے (اور معلول و شاذ نہ ہو) تو یہ آپ ﷺ کی (صحیح و) ثابت حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو کسی حالت میں بھی ترک نہیں کیا جا سکتا، سوائے اس کے کہ اس کی (بظاہر) مخالفت میں دوسری کوئی (صحیح) حدیث موجود ہو..... جب رسول اللہ ﷺ سے مروی (صحیح) حدیث کی مخالفت (ثابت) نہ ہو اور آپ ﷺ کے بعد والے کسی شخص کا قول اس حدیث کی تائید کرتا ہو تو اس حدیث کی قوت زیادہ ہو جاتی ہے۔

نبی ﷺ کی حدیث بذاتِ خود سب چیزوں سے غنی و بے نیاز ہے۔ اگر آپ ﷺ کی حدیث کی مخالفت میں کسی کا قول ہو تو اس قول کی ذرا پروا نہیں کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہی اس کی مستحق ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ (المدخل للبیہقی ص ۱۰۴ ح ۲۴ وسندہ صحیح)

محمد زبیر صادق آبادی

# صف بندی اور ''صف دری''!

نماز میں مقتدیوں کا صف بندی کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أقیموا صفوفکم و تراصّوا)) اپنی صفیں قائم کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔
(صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۰ ح ۷۱۹)

وحید الزمان کیرانوی دیوبندی لکھتے ہیں: '' تراصّت الأشیاء: گتھ متحد ہو جانا، جڑ جانا'' (القاموس الوحید ص ۶۳۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**((رصّوا صفوفکم وقاربوا بینها وحاذوا بالأعناق، فوالذي نفس محمد بیده! إني لأری الشیاطین تدخل من خلل الصف کأنها الحذف))**

اپنی صفوں کو ملاؤ اور انھیں قریب رکھو اور گردنوں کو برابر رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ میں دیکھتا ہوں شیطانوں کو وہ صف کی خالی جگہوں سے گھس آتے ہیں گویا کہ وہ بھیڑ کے چھوٹے سے بچے ہیں۔
(سنن النسائی ج ۲ ص ۹۲ ح ۸۱۶ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۱۵۴۵ وابن حبان، الاحسان: ۲۱۶۳ دوسرا نسخہ: ۲۱۶۶)

اس حدیث کے راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'' **وکان أحدنا یلزق منکبه بمنکب صاحبه وقدمه بقدمه** '' اور ہم میں سے ہر شخص (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا لیتا۔ (صحیح البخاری: ۷۲۵)

اس حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے ماسٹر محمد امین اوکاڑوی حیاتی دیوبندی لکھتے ہیں:

''امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت انسؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نابالغ تھے اور پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔ امام بخاریؒ نے اس قول کو مکمل نقل نہیں فرمایا۔ ان کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ نے اس کے بعد یہ نقل کیا ہے **ولو ذهبت تفعل ذلک لتری أحد هم کأنه بغل شموس** ص ۳۵۱ ج ۱) اگر تو آج اس طرح ٹخنے ملائے تو دیکھے گا کہ یہ لوگ (صحابہ وتابعین) بدکے ہوئے خچروں کی طرح بھاگیں گے۔ ظاہر بات ہے بڑی عمر کا عقل مند آدمی نابالغ کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت انسؓ نے اپنے بچپنے میں جو کام کیا بچوں کے ساتھ وہ روایت کیا، لیکن جب وہ بڑے ہو گئے تو صحابہ وتابعین ان کے بچپنے کی عادت سے بیزار تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ٹخنے ملانا نہ سنتِ نبوی ہے نہ سنت صحابہ، اگر یہ سنت یا مستحب ہوتا تو صحابہ وتابعین کبھی اس سنت سے بیزار نہ ہوتے (امین اوکاڑوی)'' (حاشیہ امین اوکاڑوی علی صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۷۰، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور)

تنبیہ: مطبوعہ نسخے میں دوبار '' بچنے '' ہی لکھا ہوا ہے جبکہ صحیح لفظ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوکاڑوی صاحب نے '' بچپنے '' لکھا ہے۔

اوکاڑوی صاحب کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہے:

① اوکاڑوی کے نزدیک سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نابالغ بچے تھے۔

② اوکاڑوی کے نزدیک صحابہ وتابعین سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیزار تھے۔

③ اوکاڑوی کے نزدیک سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے خچروں سے تشبیہ صحابہ وتابعین کو دی تھی۔

④ اوکاڑوی کے نزدیک سیدنا انس رضی اللہ عنہ پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔

⑤ اوکاڑوی کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا قول مکمل نقل نہیں فرمایا۔

⑥ اوکاڑوی کے نزدیک ٹخنے ملانا سنتِ صحابہ نہیں ہے۔

اب ان اوکاڑوی اعتراضات کے جوابات علی الترتیب پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بذاتِ خود فرماتے ہیں: '' **قدم النبي صلی اللہ علیہ وسلم المدينة. وأنا ابن عشر ومات وأنا ابن عشرين** '' نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں دس سال کا تھا اور جب آپ فوت ہوئے تو میں بیس سال کا تھا (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ باب ۱۷ ح ۲۰۲۹/۱۲۵ وترقیم دارالسلام: ۵۲۹۰، ودرسی نسخہ ج ۲ ص ۱۷۴)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیس سال کے بالغ نوجوان تھے لہٰذا اوکاڑی صاحب نے انھیں نابالغ اور بچہ کہہ کر جھوٹ بھی بولا ہے اور ان کا مرتبہ گھٹا کر توہین بھی کی ہے۔

۲۔ اوکاڑوی صاحب نے صحابہ وتابعین کے بیزار ہونے کی کوئی دلیل نہیں دی، لہٰذا اس تحریر میں یہ اُن کا دوسرا جھوٹ ہے۔

تنبیہ: اوکاڑوی صاحب نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے جو روایت پیش کی ہے وہ '' **حميد بن انس** '' کی سند سے مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۵۱ ح ۳۵۲۴)

'' **حميد بن انس** '' غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ روایت '' **حميد عن أنس** '' کی سند سے مروی ہے، اسے اسماعیلی نے بھی '' **حميد قال أنس** '' کی سند سے روایت کیا ہے، دیکھئے فتح الباری (۲/۲۱۱ تحت ح ۷۲۵)

حمید الطّویل طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں (طبقات المدلسین ۳/۷۱)

عینی حنفی نے بھی ان کی تدلیس کا اقرار کیا ہے (دیکھئے عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۸۰ تحت ح ۴۹) حمید مدلس کی یہ روایت عن سے ہے۔ ان الفاظ والی روایت میں سماع کی تصریح نہیں ہے لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ اوکاڑوی صاحب بذاتِ خود فرماتے ہیں: '' اور مدلس جو روایت عن سے کرے، وہ منقطع ہوتی ہے '' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۷۸، مطبوعہ:

جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آباد، طبع اول ۱۹۹۸ء)
امام بخاری رحمہ اللہ نے اگر اس قول کو رد کر دیا ہے تو ناراض ہونے کی بات نہیں، یہ قول ثابت ہی نہیں ہے۔ اس ضعیف روایت کے ترجمے میں اوکاڑوی صاحب نے خیانت کرتے ہوئے ''أحدھم'' کے ترجمے میں اپنی طرف سے بریکٹیں لگا کر ''(صحابہ وتابعین)'' کے الفاظ لکھ دیئے ہیں۔ بریکٹوں کے یہ الفاظ بے دلیل، غلط اور صحابہ کرام کی توہین کے مترادف ہیں۔

۳۔ اس بات کی اوکاڑوی صاحب نے کوئی دلیل نہیں دی۔ عرض ہے کہ اگر یہ ضعیف و مردود روایت صحیح بھی ہوتی تو ''أحدھم'' سے مراد صحابہ و ثقہ تابعین قطعاً نہیں ہیں بلکہ وہ مجہول اور نامعلوم ''حضرات'' ہیں جو سنت کے خلاف نمازیں پڑھتے تھے۔ جبکہ صحابۂ کرام سے تو یہ ثابت ہے کہ وہ صف میں قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملاتے تھے۔ رضی اللہ عنہم

۴۔ اس بات کی بھی اوکاڑوی صاحب نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اس اوکاڑوی دعویٰ کے برعکس یہ ثابت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متصل پیچھے صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج۱ ص۵۵ ح۳۸۰) وصحیح مسلم (ج۱ ص۲۳۴ ح۶۵۸) اور امین اوکاڑوی کے حاشیے والا صحیح بخاری کا نسخہ (ج۱ ص۲۲۸ ح۳۷۱)

۵۔ جب یہ قول بلحاظِ سند ضعیف ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ کا اسے نقل نہ کرنا بالکل صحیح ہے۔

۶۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، دونوں صحابیوں سے یہ ثابت ہے کہ صحابۂ کرام قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملاتے تھے۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج۱ ص۱۰۰) وصحیح ابن حبان (موارد الظمآن: ۳۹۶)

صحابۂ کرام سے اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ والحمد للہ

اسماعیلی (وابن ابی شیبہ) والی ضعیف روایت سے استدلال کرتے ہوئے انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت انس اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے اس اندازِ بیان سے کہ ہم میں سے ہر شخص ایسا کرتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ صف بندی کا یہ انداز دورِ رسالت میں تھا بعد میں نہیں رہا......'' (حدیث اور اہلِ حدیث ص ۵۱۵)

عرض ہے کہ جو طریقہ دورِ رسالت میں جاری وساری تھا اور ''ہر شخص ایسا کرتا تھا'' اس کی واضح دلیل ہے تو یہ طریقہ ضعیف روایت کی وجہ سے کیوں کر متروک ہو گیا؟

انوار خورشید دیوبندی نے اس بحث کے اختتام پر لکھا ہے کہ ''نیز غیر مقلدین کو چاہئے کہ گردن سے گردن بھی ملایا کریں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بھی تذکرہ ہے......'' (حدیث اور اہلِ حدیث ص ۵۱۹)

عرض ہے کہ صف بندی میں گردن سے گردن ملانے والی کوئی حدیث روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ''غیر مقلدین'' سے ان کی کیا مراد ہے۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

''کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے'' (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵)

تھانوی صاحب کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ابوحنیفہ غیر مقلد تھے۔ اگر انوار خورشید صاحب امام ابوحنیفہ کو مخاطب بنائے بیٹھے ہیں تو عرض ہے کہ ہم امام ابوحنیفہ کی گستاخی برداشت نہیں کریں گے۔ اگر وہ ''غیر مقلدین'' سے مراد اہلِ حدیث لیتے ہیں تو عرض ہے کہ ہمارا صفاتی نام اہلِ حدیث ہے، غیر مقلدین ہمارا صفاتی نام نہیں ہے۔ والحمدللہ

محمد پالن حقانی گجراتی دیوبندی لکھتا ہے: ''بڑی شرم کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض لوگ فساد، بغض، عناد اور فرقہ پرستی کے جھگڑوں میں مبتلا ہوگئے ہیں، اپنی پیٹ بھرائی کے لئے دوسروں کو لہابی، وہابی، بدعتی، گمراہ، کافر، غیر مقلد وغیرہ کہتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگ نفس پرست ہوتے ہیں۔ ان کو مذہب کا اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہوتا۔'' (شریعت یا جہالت ص ۱۰۸ مطبوعہ: مکتبہ خلیل، الوہاب مارکیٹ ۳۸۔ اردو بازار لاہور)

یہ کتاب محمد زکریا تبلیغی صاحب اور ابوالحسن ندوی صاحب کی تصدیق شدہ ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ زکریا صاحب، ندوی صاحب اور پالن حقانی صاحب کے نزدیک انوار خورشید صاحب نفس پرست ہیں۔ انھیں مذہب اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہے۔

**تنبیہ بلیغ:** بعض لوگ صفوں میں چار انچ یا کم و زیادہ جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث و اجماع و آثار میں نہیں ہے۔ یہ صف بندی نہیں بلکہ ''صف دری'' یعنی صفیں چیرنا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صف چیرے اللہ اسے کاٹ دے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۶۶۶ وسندہ حسن، وصححہ ابن خزیمہ: ۱۵۴۹ والحاکم علی شرط مسلم ۱/۲۱۳ ووافقہ الذہبی) وما علینا إلا البلاغ

## جھوٹے قصے

حافظ زبیر علی زئی

بعض جھوٹے قصے عوام الناس میں مشہور ہیں مثلاً:

① خنساء بنت عمرو رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشہور ہے کہ جنگِ قادسیہ میں اُن کے چار بیٹے شہید ہوگئے تھے۔

یہ قصہ محمد بن الحسن بن زبالہ نے بیان کیا ہے، دیکھئے الاصابہ (۲۸۸/۴) ابن زبالہ کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ''وکان کذاباً'' اور وہ جھوٹا تھا۔ (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۱۰۶۰)

ابن معین نے مزید فرمایا: ''عَدُوُّ اللّٰہِ'' یہ اللہ کا دشمن ہے۔ (الجرح والتعدیل ۲۲۸/۷ وسندہ صحیح) اور فرمایا: ''وَکَانَ یَسرِقُ الْحَدِیْثَ'' اور یہ حدیثیں چوری کرتا تھا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری ۶۷/۱ ت ۱۵۴ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ یہ روایت موضوع ہے۔

② بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ طارق بن زیاد نے جب سپین (اندلس) پر حملہ کیا تھا تو کشتیاں جلانے کا حکم دے کر کشتیاں جلا ڈالی تھیں۔ کشتیاں جلانے والا یہ سارا قصہ جعلی اور من گھڑت ہے۔

دیکھئے ''کتب أخبار رجال أحادیث تحت المجھر'' (ص ۱۷۔۱۹)

حافظ زبیر علی زئی

# امام احمد بن حنبل کا مقام، محدثینِ کرام کی نظر میں (۲)

## امام احمد کا زُہد

۱۔ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۶ھ) فرماتے ہیں:

''کان أبي ربما أخذ القدوم وخرج إلی السکان یعمل الشيء بیده، وربما خرج إلی البقال فیشتری الجرزة الحطب والشيء فیحمله بیده''

میرے ابا بعض اوقات تیشہ لے کر، اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے لئے آبادی تشریف لے جاتے۔ اور بعض اوقات وہ جا کر دکاندار سے لکڑیوں کا گٹھا اور کوئی چیز خرید کر خود اُٹھا کر (گھر) لاتے تھے۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۲۷۴ وسندہ صحیح)

۲۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں سرحدوں کی طرف (جہاد کے دوران میں لکڑیاں جمع کرنے کے لئے) پیدل چل کر جاتا تھا پھر ہم (لکڑیاں) اکٹھی کرتے تھے۔ میں نے (بعض) لوگوں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے کھیت (فصل) خراب کر رہے ہیں۔ کسی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے کھیت (فصل) میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہو۔

(مناقب الامام احمد ص ۲۲۵ وسندہ صحیح)

۳۔ صالح بن احمد بن حنبل نے فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ بعض اوقات میرے ابا (روٹی کا خشک) ٹکڑا (زمین سے) اُٹھاتے، پھر اس سے غبار صاف کرتے، پھر اسے پیالے میں رکھ دیتے، پھر اس پر پانی ڈال کر اسے بھگوتے پھر اسے نمک کے ساتھ کھا لیتے۔ میں نے آپ کو کبھی انار، سفرجل (ناشپاتی نما پھل) اور دوسرے پھل خریدتے ہوئے نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ وہ ہندوانہ (تربوز) خرید کر اسے روٹی، انگور یا کھجور کے ساتھ کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے آپ کو کوئی (ایسی) چیز خریدتے ہوئے نہیں دیکھا...''

(مناقب احمد ص ۲۵۱ وسندہ صحیح)

۴۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) فرماتے ہیں:

میرے ابا صرف مسجد، نمازِ جنازہ اور مریض کی بیمار پرسی میں ہی نظر آتے تھے۔ آپ بازاروں میں چلنا پھرنا ناپسند کرتے تھے۔

(مناقب الامام احمد ص ۲۷۹، ۲۸۰ وسندہ صحیح)

۵۔ عبداللہ بن احمد سے دوسری روایت میں آیا ہے:

میرے ابا، لوگوں میں سب سے زیادہ تنہائی پر صبر کرنے والے تھے۔ وہ صرف مسجد، جنازہ اور مریض کی بیمار پرسی میں ہی

نظر آتے۔ وہ بازاروں میں چلنا ناپسند کرتے تھے۔ (مناقب احمد ص ۲۸۰ وسندہ صحیح)

۶۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں:

''جب میرے ابا بڑی عمر کے اور بوڑھے ہو گئے تو قراءتِ قرآن اور ظہر وعصر کے درمیان کثرتِ نوافل میں (اور زیادہ) مصروف ہو گئے۔ میں جب اُن کے پاس جاتا تو نماز سے رُکتے، کبھی بات کرتے اور کبھی خاموش رہتے۔ یہ دیکھ کر جب میں باہر جاتا تو دوبارہ نماز شروع کر دیتے تھے۔ میں دیکھتا کہ وہ کثرت سے خفیہ طور پر قراءتِ قرآن میں لگے رہتے تھے۔''
(مناقب الامام احمد ص ۲۸۸ وسندہ صحیح)

۷۔ ابوبکر المروذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں تقریباً چار مہینے ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) کے ساتھ معسکر (جہادی چھاؤنی) میں رہا ہوں۔ آپ رات کا قیام اور دن کی قراءت کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ آپ ختمِ قرآن کب کرتے تھے مجھے اس کا پتا نہیں چلتا تھا کیونکہ آپ اسے خفیہ رکھتے تھے۔''
(مناقب احمد ص ۱۹۸ وسندہ صحیح)

۸۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''میرے ابا روزانہ دن رات میں تین سو (۳۰۰) نوافل پڑھتے تھے۔ جب کوڑے لگنے کے بعد بیمار ہو کر کمزور ہو گئے تو روزانہ دن رات میں ایک سو پچاس رکعتیں پڑھتے۔ آپ اسّی (سال کی عمر) کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ روزانہ قرآنِ مجید کا ساتواں حصہ تلاوت فرماتے، ہر ساتویں دن تکمیلِ قرآن کرتے۔ ہر ہفتے آپ کا ایک ختم مکمل ہو جاتا تھا۔ آپ عشاء کی نماز کے بعد تھوڑا سا سوتے پھر صبح تک نماز اور دعا میں مصروف رہتے۔'' (مناقب احمد ص ۲۸۶ وسندہ صحیح)

آپ بچپن سے ہی شب بیدار تھے۔ دیکھئے کلماتِ توثیق: ۹۲

۹۔ آپ بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے جیسا کہ (آپ کے شاگرد) ابوبکر المروذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۷۳ وسندہ صحیح)

۱۰۔ امام ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(عباسی خلیفہ) متوکل نے آپ (احمد بن حنبل) کو بلایا۔ جب آپ اس کے پاس پہنچے تو اس (متوکل) نے حکم دیا کہ محل خالی کر کے آپ (احمد) کے لئے بچھونے (قالین) بچھا دیئے جائیں۔ روزانہ اس کے دسترخوان پر طرح طرح کی چیزیں ہوتی تھیں۔ اُس نے مطالبہ کیا کہ میرے بچوں (شہزادوں) کو حدیث سنائیں لیکن امام احمد نے انکار کر دیا۔ آپ اس کے قالینوں پر نہیں بیٹھے اور نہ اس کے دسترخوان کی طرف (کبھی) نظر اُٹھا کر دیکھا۔ آپ روزے سے رہتے تھے۔ جب افطاری کا وقت آتا تو اپنے (شاگرد) ساتھی کو کہتے کہ میرے لئے لوبیے کا شوربا خرید کر لے آ۔ آپ اس سے روزہ افطار کرتے تھے۔ کئی دنوں تک آپ اسی حال میں رہے۔ اہلِ سنت میں سے علی بن الجہم [نامی ایک شخص] (امام) احمد

کے بارے میں اچھی رائے رکھتا تھا۔ اس نے امیر المومنین (متوکل) سے کہا: یہ زاہد آدمی ہیں، انھیں (ان چیزوں کا) کوئی فائدہ نہیں ہے۔ امیر المومنین (متوکل) نے آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی تو احمد (بن حنبل) اپنے گھر لوٹ آئے۔''
(مناقب الامام احمد ص ۲۷۴ وسندہ صحیح)

۱۱۔ امام احمد رحمہ اللہ دنیا کے فتنوں سے بہت پریشان رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا:
''میں (کوڑوں کی سزا والے دنوں میں) موت کی تمنا کرتا تھا اور (اب) یہ معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ وہ دین کا فتنہ تھا۔ میں مار اور قید برداشت کر لیتا تھا (لیکن اب) یہ دنیا کا فتنہ ہے۔'' (مناقب احمد ص ۲۷۷ وسندہ صحیح)

۱۲۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:
'' لما حملت إلی الدار مکثت یومین لم أطعم ، فلما ضربت جاؤني بسویق فلم أشرب وأتممت صومي''
جب مجھے (جیل والے) گھر لے جایا گیا تو دو دن میں نے کچھ نہیں کھایا۔ پھر جب مجھے کوڑے مارے گئے تو وہ میرے پاس ستو کا شربت لائے لیکن میں نے نہیں پیا اور اپنا روزہ مکمل کیا۔ (مناقب الامام احمد ص ۳۳۵ وسندہ صحیح)

۱۳۔ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:
''ایک شخص جو کوڑوں وغیرہ کی مار کا علاج کرتا تھا، اس نے میرے والد (احمد بن حنبل) کو دیکھا تو کہا: میں نے وہ آدمی بھی دیکھا ہے جسے ہزار کوڑے لگائے گئے تھے مگر میں نے ایسی مار نہیں دیکھی۔ پشت اور سینے پر مار کے نشانات تھے۔ پھر اس نے سلائی لے کر بعض زخموں میں داخل کی اور کہا کہ یہ سلائی زخم کے منہ تک نہیں پہنچی۔ وہ آ کر آپ کا علاج کرتا تھا۔ آپ (امام احمد) کے چہرے پر بھی کئی ضربیں لگی تھیں۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ منہ کے بل (زمین پر) پڑے رہے۔ پھر فرمایا: یہ ایک چیز (زخم کی پھٹی ہوئی کھال) ہے جسے میں کاٹنا چاہتا ہوں۔ وہ طبیب چمٹے سے کھال پکڑتا اور چھری سے کاٹتا تھا۔ آپ (امام احمد) اس پر صابر وشاکر تھے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کر رہے تھے۔ پھر اللہ نے آپ کو شفا دی مگر کئی مقامات پر زخموں کا درد باقی رہا، آپ کی پشت پر وفات تک کوڑوں کی ضرب کا اثر باقی رہا۔ رحمہ اللہ آپ فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! میں نے اپنی پوری کوشش کر لی، میں چاہتا ہوں کہ میں عذاب سے بچ جاؤں اور میرا معاملہ برابر سرابر ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔'' (مناقب احمد ص ۳۴۶، ۳۴۷ وسندہ صحیح)

ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے تھے:
''امام احمد کو کوڑے لگنے کے تقریباً تین سال بعد میں آپ کے پاس گیا اور پوچھا: کیا ضربوں کے اثرات زائل ہو گئے ہیں؟ تو انھوں نے بایاں ہاتھ نکال کر بتایا کہ یہ شل ہو چکا ہے اور اس کا درد ابھی تک محسوس ہو رہا ہے۔''
(مناقب احمد ص ۳۴۷ وسندہ صحیح)

تنبیہ: امام اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خلقِ قرآن کے مسئلے پر ظالموں نے کوڑے لگائے تھے جن کا مذہبی سردار احمد بن ابی دواد نامی ایک شیطان تھا۔

امام احمد اور تمام اہلِ سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔ جبکہ ابن ابی دواد معتزلی یہ کہتا پھرتا تھا کہ قرآن مخلوق ہے۔ (معاذ اللہ)

اس خبیث معتزلی نے بے وقوف حکمرانوں کو اپنے ساتھ ملا کر جہمی بنالیا تھا۔

۱۴۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا تھا جنھوں نے بادشاہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے انھیں کوڑے لگائے تھے۔ دیکھئے مناقب الامام احمد (ص ۳۴۴ وسندہ صحیح)

۱۵۔ امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(امام) احمد ہمارے پاس تقریباً دو سال رہے۔ میں نے انھیں دینار (یعنی بہت زیادہ دولت) دینے کی کوشش کی مگر انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

''أنا بخیر'' میں خیریت سے ہوں۔ (مناقب احمد ص ۲۲۶ وسندہ حسن)

۱۶۔ امام احمد اپنے جیل کے ساتھی محمد بن نوح (رحمہ اللہ) کا ذکرِ خیر کرتے تھے جس نے آپ کو قید کی حالت میں نصیحتیں کی تھیں کہ ثابت قدم رہیں، آپ میرے جیسے نہیں ہیں۔ تمام لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ۲۱۸ھ میں محمد بن نوح رحمہ اللہ فوت ہو گئے تو امام احمد نے جیل میں ہی ان کا جنازہ پڑھا۔

(دیکھئے مناقب احمد ص ۳۱۵، ۳۱۶ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۳/ ۳۲۳ وسندہ صحیح)

۱۷۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر (عباسیوں کے مقرر کردہ ایک حکمران) نے امام احمد سے ملاقات کی کوشش کی مگر آپ نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۷۹ وسندہ صحیح)

آپ حکمرانوں اور دولت سے بہت دور بھاگتے تھے۔ رحمہ اللہ

## سیرت احمد

۱۔ امام احمد اپنے سر اور داڑھی کو تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں بھی مہندی لگاتے تھے۔

دیکھئے حلیۃ الاولیاء (ج ۹ ص ۱۶۲ وسندہ صحیح) ومناقب احمد (ص ۲۰۸ وسندہ صحیح)

۲۔ نوح بن حبیب رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۲ھ) فرماتے ہیں:

''میں نے ۱۹۸ (ہجری) میں دیکھا (امام) ابو عبداللہ احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) مسجد خیف (مِنیٰ، مکہ) میں، ایک ستون سے ٹیک لگائے اصحاب الحدیث کو فقہ اور حدیث کا درس دے رہے تھے۔ آپ حج کے مسائل میں فتویٰ بھی دیتے تھے۔'' (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۶۴ وسندہ صحیح)

۳۔ صالح بن احمد بیان کرتے ہیں:
میرے ابا کی ایک ٹوپی تھی جسے انھوں نے اپنے ہاتھ سے سیا تھا، اس (ٹوپی) میں رُوئی تھی۔ جب آپ رات کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اسے پہن لیتے تھے۔ آپ کثرت سے سورہ کہف کی تلاوت فرماتے تھے۔
(مناقب احمد ص ۲۸۷ وسندہ صحیح)

۴۔ امام احمد ہر جمعے کو تلاوتِ قرآن مکمل کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ دعا کرتے اور آپ کے بچے وغیرہ آمین کہتے تھے۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۶۹ وسندہ صحیح)

## وفات حسرت آیات

۱۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:
''فما سمع أبي یئن في مرضه ذلک إلیٰ أن توفي رحمه الله '' میرے ابا کی بیماری میں اُن کی وفات تک کسی نے بھی کراہنے اور آہ بھرنے کی آواز نہیں سُنی۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۸۳ وسندہ صحیح، مناقب الامام احمد ص ۴۰۸)

۲۔ ابوالنضر اسماعیل بن عبداللہ بن میمون بن عبدالحمید العجلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:
میں ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) کے پاس آپ کے آخری زمانے میں ملاقات کے لئے آیا۔ آپ باہر نکل کر دہلیز پر بیٹھ گئے تو میں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ بعض فقہی مسائل میں توقف کرتے تھے، کیا اب آپ نے ان میں کوئی موقف اختیار کرلیا ہے؟ آپ نے فرمایا:
''اے ابوالنضر یہ (دنیا سے) روانگی کا وقت ہے، یہ عمل کا زمانہ ہے۔''
آپ اس قسم کی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہم اُٹھ کھڑے ہوئے۔ (مناقب الامام احمد ص ۲۸۸ وسندہ حسن)

۳۔ ابوبکر المروذی فرماتے ہیں:
''ابوعبداللہ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) ۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ بدھ کی رات کو بیمار ہوئے اور نو (۹) دن بیمار رہے۔''
(مناقب احمد ص ۴۰۴ وسندہ صحیح)

عیادت کرنے والے لوگ گروہ درگروہ آکر آپ کو سلام کرتے تو آپ ہاتھ کے اشارے سے جواب دیتے تھے۔ ابن طاہر (حاکم) اور قاضیوں نے عیادت کی اجازت مانگی مگر امام احمد نے انھیں اجازت نہیں دی۔ آپ نے اپنی آخری بیماری میں چھوٹے معصوم بچوں کو بُلا کر پیار سے ان کے سروں پر ہاتھ رکھا۔ آپ بیٹھ کر اور لیٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ اس حالت میں بھی رکوع سے پہلے رفع یدین کرتے تھے۔

(مروذی فرماتے ہیں:) جمعرات کے دن میں نے آپ کو وضو کرایا تو آپ نے فرمایا کہ (میری) انگلیوں کا خلال کرو۔ جمعہ کے دن آپ لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے اور اپنا چہرہ مبارک قبلہ کی طرف پھیر رکھا تھا۔ دوپہر سے پہلے آپ کی روح

جسم سے نکل گئی اور لوگوں نے (گلی کوچوں میں) رونا شروع کر دیا گویا کہ ساری دنیا تباہ ہوگئی ہے۔
(مناقب احمد ص ۴۰۶ وسندہ صحیح)

۴۔ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

''**جعل أبي یحرک لسانه إلٰی أن توفي**'' میرے ابا (وفات کے وقت) اپنی زبان ہلاتے رہے حتیٰ کہ فوت ہوگئے [یعنی لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ پڑھ رہے تھے۔] (مناقب احمد ص ۴۰۹ وسندہ صحیح)

۵۔ ابوالحسن علی بن عبید اللہ بن نصر بن عبید اللہ بن سہل بن الزاغونی البغدادی الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۷ھ) فرماتے ہیں: ''**کشف قبر إمامنا أحمد بن حنبل حین دفن الشریف أبو جعفر إلٰی جانبه، وجثته لم تتغیر و کفنه صحیح لم یبل**''

جب شریف ابوجعفر کو ہمارے امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) کی قبر کے پاس دفن کیا گیا تو آپ کی قبر کھل گئی۔ آپ کا جسم تبدیل نہیں ہوا تھا (صحیح وسالم تھا) اور کفن بھی خراب نہیں ہوا تھا۔ (مناقب الامام احمد ص ۴۸۳ وسندہ صحیح)

۶۔ محمد بن مہران الجمال، ابوجعفر الرازی رحمہ اللہ، ثقہ حافظ (متوفی ۲۳۹ھ) نے امام احمد کی وفات پر آپ کے بارے میں ایک بہترین خواب دیکھا تھا جسے یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
(دیکھئے مناقب الامام احمد ص ۴۳۵ وسندہ صحیح)

۷۔ امام ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ نے ۲۲۸ھ میں امام احمد کے بارے میں ایک بشارت والا خواب دیکھا تھا۔ (دیکھئے مناقب احمد ص ۴۶۹ وسندہ صحیح)

اس خواب اور دوسرے خوابوں کے یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا کوئی خاص فائدہ ہے۔ دین کا دارومدار خوابوں پر نہیں بلکہ دلائل پر ہے۔ والحمدللہ

## امام احمد کی کتابیں

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جو کتابیں لکھی یا لکھوائی ہیں ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ مسند الامام احمد (چھ جلدوں میں کافی عرصے سے مطبوع ومعروف ہے۔ اب حال ہی میں تحقیق وتخریج کے ساتھ پچاس جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔)

۲۔ کتاب فضائل الصحابہ (دو جلدوں میں الشیخ الصالح الامام وصی اللہ بن محمد عباس الہندی المدنی المکی حفظہ اللہ کی تحقیق سے مطبوع ہے)

۳۔ کتاب الزہد (ایک جلد میں مطبوع ہے)

۴۔ کتاب الاشربہ (ایک جلد میں مطبوع ہے)

۵۔ احکام النساء (ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو چھپا ہوا ہے)

۶۔ کتاب الایمان (؟)

۷۔ کتاب النوادر (؟)

بعض الناس نے بغیر کسی دلیل کے ''کتاب فضائل الصحابہ'' کو امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ بن احمد سے منسوب کیا ہے۔ واللہ اعلم

۸۔ کتاب العلل ومعرفۃ الرجال (دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ شیخ وصی اللہ المکی کی تحقیق سے بھی چھپ چکی ہے۔)

تنبیہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بعض کتابیں اور رسالے منسوب ہیں جو کہ تحقیقی میدان میں قطعاً ثابت نہیں ہیں مثلاً: ''كتاب الصلوٰة'' موضوع ہے۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۳۳۰، کتب حذّر منھا العلماء ۲۹۸/۲) ''رسالة المسئ في صلاته'' باطل ہے۔ (دیکھئے النبلاء ۲۸۷/۱۱) ''الرد على الجهمية'' موضوع ہے۔ (النبلاء ۲۸۶/۱۱) ''رسالة الاصطخري'' ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے النبلاء (۲۸۶/۱۱ / وطبقات الحنابلہ بتعلیقی ۲۴/۱۔۳۶) مسدد کے نام، امام احمد کا خط بھی باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ (دیکھئے طبقات الحنابلہ ۳۴۱/۱۔۳۴۵)

## مسند امام احمد کے متعلق شبہات کا ازالہ

**الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله الأمين ، أما بعد:**

امامِ اہلِ سنت شیخ الاسلام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی کتاب ''المسند'' مسندِ امام احمد محدثینِ کرام کے مابین ہمیشہ مشہور و معروف رہی ہے۔ اس مسند کی خصوصیتوں پر حافظ ابوموسیٰ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۱ھ) نے ''خصائص المسند'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو مسند احمد (بتحقیق احمد محمد شاکر ج ۱ ص ۲۰ تا ۲۷) کے ساتھ مطبوع و معروف ہے۔ ابوموسی محمد بن ابی بکر المدینی رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ ذہبی کہتے ہیں:

''الإمام العلّامة، الحافظ الكبير، الثقة، شيخ المحدثين ...'' (سیر اعلام النبلاء ۱۵۲/۲۱)

چونکہ چودھویں پندرھویں صدی ہجری میں بعض منکرینِ حدیث نے مسند الامام احمد کے بارے میں خودساختہ شکوک و شبہات تراشنے کی کوشش کی ہے لہٰذا اس مختصر و جامع مضمون میں مسند احمد کا تحقیقی ثبوت اسماء الرجال، کتبِ حدیث اور ناقابلِ تردید دلائل سے پیشِ خدمت ہے۔

## مسند احمد کا ثبوت بیرونی دلائل سے

۱۔ امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) فرماتے ہیں:

**''سألت أبي عن عبدالعزيز بن أبان ، قال: لم أخرج عنه في المسند شيئًا''**

میں نے اپنے ابا (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے عبدالعزیز بن ابان (ایک متروک راوی) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے اس سے ''المسند'' میں کوئی روایت درج نہیں کی۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ج ۲ ص ۲۵۷ فقرہ: ۱۸۵۸ دوسرا نسخہ: ۵۳۲۶، کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ۱۶/۳ وسندہ صحیح، الکامل لابن عدی ۱۹۲۶/۵، دوسرا نسخہ ۵۰۳/۶، تاریخ بغداد ۴۴۵/۱۰)

۲۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں:

'' وضرب أبي علیٰ حدیث کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف ولم یحدثنا بھا فی المسند''

اور میرے ابا (احمد بن حنبل) نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف (ایک سخت ضعیف راوی) کی (بیان کردہ) حدیثوں کو کاٹ دیا اور ہمیں یہ حدیثیں ''المسند'' میں نہ سنائیں۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۲۱۱/۲ فقرہ: ۱۴۹۵)

۳۔ حنبل بن اسحاق بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) نے کہا:

'' جَمَعَنا أحمد بن حنبل : أنا وصالح وعبداللہ وقرأ علینا المسند وما سمعہ منہ غیرنا ''

ہمیں احمد بن حنبل نے جمع کیا: مجھے، صالح (بن احمد بن حنبل) اور عبداللہ (بن احمد) کو اور ہمیں ''المسند'' سنائی، آپ سے ہمارے سوا کسی نے یہ مسند نہیں سُنی۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۱۹۱ وسندہ حسن، خصائص المسند لابی موسیٰ المدینی ص ۲۱)

۴۔ ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری (متوفی ۴۰۵ھ) نے کہا:

'' ھٰذا الحدیث فی المسند لأبي عبداللہ أحمد بن حنبل ھٰکذا ''

یہ حدیث ابوعبداللہ احمد بن حنبل کی مسند میں اسی طرح ہے۔ (المستدرک ج ۳ ص ۱۵۷ ح ۴۷۴۵)

۵۔ ابوالقاسم عبدالواحد بن علی بن برہان العکبری الحنفی (متوفی ۴۵۶ھ) نے کہا:

'' ولہ کتاب غریب الحدیث، صنفہ علیٰ مسند أحمد بن حنبل''

اور اس (ابوعمر محمد بن عبدالواحد النحوی الزاہد متوفی ۳۴۵ھ) نے مسند احمد بن حنبل (کی لغوی شرح) پر ''غریب الحدیث'' کتاب لکھی۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۵۸، ۳۵۹ ت ۸۶۵ وسندہ صحیح)

۶۔ محدث کبیر شیخ الاسلام ابوموسیٰ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۱ھ) نے مسند احمد کی خصوصیتوں پر رسالہ ''خصائص المسند'' لکھا اور کہا: '' وھٰذا الکتاب أصل کبیر ومرجع وثیق لأصحاب الحدیث''

اور یہ کتاب اصحاب الحدیث کا قابلِ اعتماد مرجع اور اصلِ کبیر ہے۔ (خصائص المسند ص ۲۱)

۷۔ ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن ہارون عرف ابن ابی شیخ فرماتے ہیں:

'' وسمعت من ابن مالک القطیعي جمیع مسند أحمد بن حنبل''

اور میں نے (احمد بن جعفر) ابن مالک القطیعی سے ساری مسند احمد بن حنبل سنی ہے۔

(تاریخ بغداد ج ا ص ۳۲۴ ت ۲۲۵ وسندہ صحیح)

۸۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ابن المذہب کے بارے میں کہا:

''وكان يروي عن ابن مالك القطيعي مسند أحمد بن حنبل بأسره''

وہ ابن مالک القطیعی سے پوری مسند احمد بن حنبل روایت کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۳۹۰/۷ ت ۳۹۲۷)

۹۔ ابویعلیٰ الخلیلی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے کہا: ''سمع ببغداد مسند أحمد بن حنبل من القطيعي''

اس نے بغداد میں قطیعی سے مسند احمد بن حنبل سنی۔ (الارشاد فی معرفۃ علوم الحدیث ۶۰۷/۲)

۱۰۔ الضیاء المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے ایک روایت کے بارے میں کہا:

''ولم أرهٰذا الحديث في مسند أحمد''

اور میں نے یہ حدیث مسند احمد میں نہیں دیکھی۔ (الاحادیث المختارہ ۳۸۲/۸ ح ۴۷۲)

۱۱۔ ابن نقطہ البغدادی (متوفی ۶۲۹ھ) نے کہا: ''سمعت منه مسند أحمد وكان شيخًا صالحًا''

میں نے اس سے مسند احمد سنی اور وہ نیک شیخ تھے۔ (التقیید ص ۴۶۶ ت ۶۲۷)

۱۲۔ یاقوت بن عبداللہ الحموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی کے بارے میں کہا:

''وبطريقه يروى مسند أحمد بن حنبل''

اور اس کی سند سے مسند احمد بن حنبل مروی ہے۔ (معجم البلدان ۳۷۷/۴) نیز دیکھئے معجم البلدان (ج ۲ ص ۸۱)

اسی طرح ابن الجوزی، حافظ ذہبی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم اور حافظ ابن حجر وغیرہم نے مسند احمد کو امام احمد بن حنبل سے بطورِ جزم منسوب کیا ہے۔

شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الذب الأحمد عن مسند الإمام أحمد'' میں بیس (۲۰) سے زیادہ علماء کے اقوال باحوالہ پیش کئے ہیں جو مسند احمد کو امام احمد کی تصنیف مانتے ہیں۔

یہ چند بیرونی وناقابلِ تردید دلائل ہیں کہ مسند احمد امام احمد کی واقعی تصنیف ہے اور یہ عظیم کتاب متقدمین ومتاخرین میں مشہور ومتداول رہی ہے۔ حاکم نیشاپوری نے اپنی مشہور کتاب ''المستدرک'' میں امام احمد سے تین سو سے زیادہ روایات لی ہیں۔ مثلاً دیکھئے المستدرک (۱۳۰/۱ ح ۴۴۷) والمسند (۲۷۷/۵)

## مسند احمد کی سند کی تحقیق

مسند احمد کی سند درج ذیل ہے:

''أخبرنا الشيخ أبو القاسم هبة الله بن محمد بن عبدالواحد بن أحمد بن الحصين الشيباني

قراء ة عليه وأنا أسمع فأقربه، قال: أخبرنا أبو على الحسن بن علي بن محمد التميمي الواعظ ويعرف بابن المذهب قراء ة عليه من أصل كتابه، قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان بن مالك القطيعي قراء ة عليه قال: حدثنا أبو عبدالرحمٰن عبدالله بن أحمد بن محمد بن حنبل قال: حدثني أبي أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد من كتابه قال...... '' (ج ا ص ۲ قبل ح:۱)

مسند احمد کے نچلے راوی سے لے کر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تک سند صحیح وحسن لذاتہ ہے۔ مسند احمد کے راویوں کا مختصر تذکرہ علی الترتیب درج ذیل ہے:

① مسند احمد کے پہلے راوی: عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) ہیں۔

ابن ابی حاتم الرازی نے کہا: ''وكان صدوقًا ثقة '' اور وہ ثقہ صدوق تھے۔ (الجرح والتعدیل ج ۵ ص ۷)

خطیب بغدادی نے کہا: ''وكان ثقة ثبتًا فهمًا '' (تاریخ بغداد ۹/ ۳۷۵)

ابن الجوزی نے کہا: '' وكان حافظًا ثقة ثبتًا '' (المنتظم ۱۳/ ۱۷)

حافظ ابن حجر نے کہا: ''ثقة '' (تقریب التہذیب: ۳۲۰۵)

حافظ ذہبی نے کہا: '' كان صينًا دينًا صادقًا صاحبَ حديثٍ واتباع وبصر بالرجال ''

(سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۵۲۴)

حافظ ابن کثیر نے کہا: ''كان إمامًا حافظًا ثبتًا '' (البدایہ والنہایہ ۱۱/ ۱۰۳)

ابن الجزری نے کہا: ''الثقة الشهير ابن الإمام الكبير '' (غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۱/ ۴۰۸)

حافظ ذہبی نے کہا: (ابوالحسین احمد بن جعفر) ابن المنادی نے اپنی تاریخ میں کہا: ''لم يكن أحد روى في الدنيا عن أبيه منه عن أبيه، لأنه سمع منه المسند وهو ثلاثون ألفًا...... وما زلنا نرى أكابر شيوخنا يشهدون له بمعرفة الرجال وعلل الحديث والأسماء والمواظبة على الطلب .... ''

(تاریخ الاسلام ۲۱/ ۱۹۹ واللفظ لہ، سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۵۲۱ وعنده: '' أروى '' وهو الصواب)

ابن العماد نے کہا: ''وكان ثبتًا فهمًا ثقة '' (شذرات الذہب ۲/ ۲۰۳)

حاکم نیشاپوری نے عبداللہ بن احمد کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں کہا: '' هٰذا حديث صحيح بهٰذا الإسناد ''

(المستدرک ۴/ ۲۳۶ ح ۷۵۸۵، دوسرا نسخہ ۴/ ۲۶۴)

② مسند احمد کا دوسرا راوی: ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی (متوفی ۳۶۸ھ) ہے۔

ابوبکر البرقانی نے طویل کلام کے بعد بالآخر کہا: ''وإلا فهو ثقة '' ورنہ وہ ثقہ ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۷۴ ت ۱۶۹۷

وسندہ صحیح) اور کہا: ''حتی ثبت عندي أنه صدوق لایشک في سماعه'' حتیٰ کہ میرے نزدیک ثابت ہو گیا کہ وہ سچا ہے، اس کے (احادیث) سننے میں کوئی شک نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۷۴ وسندہ صحیح)

ابن الجوزی نے کہا: ''و کان کثیر الحدیث ثقة'' (المنتظم ۲۶۱/۱۴)

حاکم نے اس کی بیان کردہ حدیث کو صحیح کہا۔ (المستدرک ۲۳۶/۴) اور اس شخص پر انکار کیا جو احمد بن جعفر پر جرح کرتا تھا۔ حاکم اُس (احمد بن جعفر) کے حال کو اچھا سمجھتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۷۴/۴ وسندہ صحیح)

ابن الجزری نے کہا: ''ثقة مشهور مسند'' (غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۴۳/۱ ت ۱۷۹)

ذہبی نے کہا: ''الشیخ العالم المحدّث'' (سیر اعلام النبلاء ۲۱۰/۱۶) اور کہا: ''وکان شیخًا صالحًا'' (العبر فی خبر من غبر ۱۲۸/۲) اور کہا: ''صح ...... صدوق في نفسه مقبول ، تغیّر قلیلًا'' (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۸۷)

**فائدہ:** حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں جس راوی کے ساتھ ''صح'' کی علامت لکھیں تو وہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔ دیکھئے لسان المیزان (۱۰۹/۲، ۱۶۷/۷) اور البدر المنیر لابن الملقن (۶۰۸/۱)

ابن کثیر نے کہا: ''و کان ثقة کثیر الحدیث'' (البدایہ والنہایہ ۳۱۲/۱۱)

الضیاء المقدسی نے المختارہ میں احمد بن جعفر القطیعی سے بہت سی روایتیں لی ہیں مثلاً دیکھئے (۸۳/۱ ح ۸)

ابو نعیم الاصبہانی نے ''المستخرج علیٰ صحیح مسلم'' میں احمد بن جعفر سے بہت سی روایتیں لی ہیں مثلاً دیکھئے (۲۷۵/۱ ح ۵۰۲)

اس زبردست توثیق کے مقابلے میں اب جرح اور اس پر تبصرہ پیشِ خدمت ہے:

خطیب نے کہا: ''حدثت عن أبی الحسن بن الفرات قال : کان ابن مالک القطیعي مستورًا صاحب سنة کثیر السماع [سمع] من عبدالله بن أحمد وغیره إلا أنه خلط في آخر عمره و کف بعده و خرف حتیٰ کان لایعرف شیئًا مما یقرأ علیه'' (تاریخ بغداد ۷۴/۴)

اس قول میں خطیب کا استاد نا معلوم و مجہول ہے۔ ابو الحسن محمد بن العباس بن احمد بن محمد بن الفرات البغدادی رحمہ اللہ ۳۸۴ھ میں فوت ہوئے جبکہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے لہٰذا یہ سند منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۱: ابو الفتح محمد بن احمد بن محمد بن فارس بن ابی الفوارس البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) نے کہا: ''أبو بکر بن مالک کان مستورًا صاحب سنة، ولم یکن فی الحدیث بذاک، له في بعض المسند أصول فیها نظر ذکر أنه کتبها بعد الغرق'' ابوبکر بن مالک مستور صاحبِ سنت تھا اور وہ حدیث میں قوی نہیں تھا۔ اس کے مسند احمد کے بعض اصول میں نظر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے انھیں غرق (سیلاب) کے بعد لکھا تھا۔

(تاریخ بغداد ۷۴/۴)

حافظ ابن حجر کی تقریب التہذیب اور اصولِ حدیث کے علاوہ متاخرین کی اصطلاح میں ثقہ اور نیک آدمی کو مستور بھی

کہتے ہیں۔ یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے۔

**اول:** جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

**دوم:** اس کا تعلق اختلاط سے ہے اور اختلاط کا جواب آگے آ رہا ہے۔ **والحمدللہ**

۲: خطیب بغدادی نے کہا:

اور وہ بہت حدیثیں بیان کرنے والا تھا۔ اس نے عبداللہ بن احمد سے مسند، کتاب الزہد، التاریخ اور المسائل وغیرہ بیان کئے۔ اس کی بعض کتابیں ڈوب گئی تھیں تو اس نے وہ نسخے لے کر نقل کر لئے جن میں اس کا سماع نہیں تھا، اس وجہ سے لوگوں نے اس پر کلام کیا لیکن ہم نے یہی دیکھا ہے کہ کوئی بھی اس سے روایت اور حجت پکڑنے میں نہیں رکا۔ متقدمین میں سے دارقطنی اور ابن شاہین نے اس سے روایت کی ہے۔ (تاریخ بغداد ۴/۷۳)

یہ جرح بھی دو وجہ سے مردود ہے:

اول: جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

دوم: اس کا تعلق اختلاط سے ہے۔

۳: ابن اللبان الفرضی (ثقہ امام) نے احمد بن جعفر کے بارے میں کہا:

''**لا تذهبوا إليه فإنه قد ضعف واختل** ''ان کے پاس (حدیث سننے کے لئے) نہ جاؤ کیونکہ وہ کمزور ہو چکے ہیں اور اختلاط کا شکار ہو گئے ہیں۔ (تاریخ بغداد ج۴ ص۵ ت ۱۵۸۳ وسندہ صحیح)

اس جرح کا تعلق اختلاط سے ہے۔

حافظ ابن الجوزی، حافظ ذہبی اور علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی وغیرہم نے جارحین کی جرح کو رد کر کے جمہور کی توثیق کو ہی ترجیح دی ہے۔ مثلاً دیکھئے التنکیل بما فی تأنیب الکوثری من الاباطیل (۱/۱۰۱۔۱۰۳ ت ۱۲)

ابن الصلاح الشہر زوری نے جب احمد بن جعفر پر اختلاط کی جرح کی تو حافظ ابو الفضل بن الحسین العراقی نے بتایا: دارقطنی، ابن شاہین، حاکم، برقانی، ابونعیم اصبہانی اور ابوعلی بن المذہب نے احمد بن جعفر کی حالتِ صحت میں اس سے حدیثیں سنی ہیں۔ دیکھئے التقیید والایضاح (ص ۴۶۵)

حافظ ابن حجر نے کہا: ''**كان سماع أبي علي بن المذهب منه لمسند الإمام أحمد قبل إختلاطه ، أفاده شيخنا الحافظ أبو الفضل بن الحسين** ''ابوعلی بن المذہب کا اس سے مسند احمد کا سماع اس کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔ یہ بات ہمارے شیخ حافظ ابوالفضل بن الحسین (العراقی) نے بتائی ہے۔ (لسان المیزان ۱/۱۴۵، ۱۴۶)

معلوم ہوا کہ مسند احمد کی سند میں اختلاط کا اعتراض مردود ہے۔

۳۔ مسند احمد کا تیسرا راوی ابوعلی الحسن بن علی بن محمد التمیمی عرف ابن المُذہِب (متوفی ۴۴۴ھ) ہے۔

الضیاء المقدسی نے المختارہ میں ابن المذہب سے روایت درج کر کے اپنے نزدیک اس کی توثیق کر دی۔ مثلاً دیکھئے (ج ۱ ص ۸۳ ح ۸) یعنی وہ الضیاء المقدسی کے نزدیک ثقہ ہے۔

ابن الجوزی نے کہا: ''**ولا یعرف فیه إلا الخیر و الدین**'' اس میں صرف خیر اور دین ہی معروف ہے۔ (المنتظم ۱۵/ ۳۳۷)

ابن کثیر نے کہا: ''**وکان دینًا خیّرًا**'' وہ دیندار نیک آدمی تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۱۲/ ۶۸)

ذہبی نے کہا: ''**الإمام العالم ، مسند العراق**'' (سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۶۴۰)

حافظ ذہبی نے ابن المذہب کے ساتھ ''**صح**'' کی علامت لکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اُن کے نزدیک ثقہ ہے۔ (دیکھئے میزان الاعتدال ۱/ ۵۱۱)

ھبۃ اللہ بن محمد بن عبدالواحد الشیبانی نے کہا: ''**أخبر نا الشیخ المحدّث العالم**'' (المصعد الاحمد لشمس الدین ابن الجزری ص ۲۹)

اس کے مقابلے میں خطیب بغدادی، ابوطاہر السّلفی اور شجاع الذہلی نے ابن المذہب پر جرح کی۔

خطیب کی جرح ان کی اپنی توثیق سے معارض ہے۔ خطیب نے ابن المذہب سے ایک روایت بیان کرنے کے بعد کہا: ''**ورجال إسناده کلهم ثقات**'' اس سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۶ ح ۷۴۳۸)

معلوم ہوا کہ خطیب نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا ہے لہٰذا ان کی جرح منسوخ ہے۔

السّلفی اور شجاع الذہلی کی جرح جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

**خلاصۃ التحقیق:** ابن المذہب حسن الحدیث راوی ہے۔

۴۔ مسند احمد بیان کرنے والا چوتھا راوی ھبۃ اللہ بن محمد بن عبدالواحد الشیبانی (متوفی ۵۲۵ھ) ہے۔

ابن الجوزی نے کہا: ''**وکان ثقة صحیح السماع ، وسمعت منه مسند الإمام أحمد جمیعه**'' وہ ثقہ (اور) صحیح السماع تھے، میں نے ان سے ساری مسند امام احمد سنی ہے۔ (المنتظم ۱۷/ ۲۶۸)

ابن النجار نے کہا: ''**وکان شیخًا حسنًا متیقظًا صدوقًا صحیح السماع**'' (المستفاد من ذیل تاریخ بغداد لابن الدمیاطی ۱۹/ ۲۵۱)

ذہبی نے کہا: ''**وکان دیّنا صحیح السماع**'' (العبر ۲/ ۴۲۷) اور کہا: ''**الشیخ الجلیل ، المسند الصدوق ، مسند الآفاق**..'' (سیر اعلام النبلاء ۱۹/ ۵۳۶)

ابن کثیر نے کہا: ''**وکان ثقة ثبتًا صحیح السماع**'' (البدایہ والنہایہ ۱۲/ ۲۱۸)

ابن العماد نے کہا: ''**وکان دینًا صحیح السماع**'' (شذرات الذہب ۴/ ۷۷)

ھبۃ اللہ بن محمد کے بارے میں اس کے شاگرد ابوعلی حنبل بن عبداللہ بن الفرج البغدادی الرصافی نے کہا: '' أخبرنا الشیخ الصدر العالم الصالح المعمر ، رئیس العراق، المسند ....'' (المصعد الاحمد ص ۲۹)

اس زبردست توثیق کے مقابلے میں ھبۃ اللہ بن محمد پر کوئی جرح نہیں ہے۔

تنبیہ: ھبۃ اللہ بن محمد سے مسند احمد کا راوی حنبل بن عبداللہ بن الفرج (متوفی ۶۰۴ھ) ہے۔

دیکھئے الموسوعۃ الحدیثیہ (۱۶۱/۱)

حنبل کے بارے میں ابن نقطہ نے کہا: '' وکان سماعہ صحیحًا '' اور اس کا سماع صحیح تھا۔ (التقیید ص ۲۵۹ ت ۳۲۰) نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۴۳۱/۲۱)

شمس الدین احمد بن عبدالواحد السعدی المقدسی نے کہا: '' أخبرنا به الشیخ الصالح الثقة المسند أبو علي حنبل بن عبدالله...'' (المصعد الاحمد ص ۲۹)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مسند احمد کی سند حسن لذاتہ اور ثابت ہے اور بیرونی دلائل سے معلوم ہوا کہ مسند احمد صحیح و ثابت ہے لہٰذا منکرینِ حدیث کا اس پر حملہ مردود ہے۔ والحمدللہ

تنبیہ: مسند احمد کی اسانید اور متون دوسری کتابوں میں بھی کثرت سے ملتے ہیں مثلاً مسند احمد کی پہلی روایت عبداللہ بن نمیر سے مروی ہے۔ اور یہی روایت عبداللہ بن نمیر کی سند کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/۱۷۴، ۱۷۵ ح ۳۷۵۷۲) وسنن ابن ماجہ (۴۰۰۵) اور مسند ابی بکر الصدیق للمروزی (۸۸) میں موجود ہے۔ ابن نمیر کے علاوہ دوسری سندوں کے لئے دیکھئے سنن ابی داود (۴۳۳۸) ومسند الحمیدی بتحقیقی (۳) وصحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۰۴) ومسند ابی یعلیٰ (۱۳۲)

یہ روایت صحیح ہے۔ وقال الترمذی (۳۰۵۷): '' ھٰذا حدیث حسن صحیح''

متعدد علماء مثلاً عبداللہ بن احمد، حنبل بن اسحاق، ابن الجوزی، ابوموسیٰ المدینی، خطیب بغدادی، ذہبی، ابن حجر، ابن کثیر، حاکم اور السبکی (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۲۰۱/۱) وغیرہم نے مسند احمد کو امام احمد ہی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ (دیکھئے مسند احمد کا ثبوت بیرونی دلائل سے، فقرہ: ۱۲) ہمارے علم میں ایسا کوئی ایک بھی محدث نہیں ہے جس نے مسند احمد کا امام احمد کی تصنیف ہونے سے انکار کیا ہو لہٰذا اس پر تمام محدثین کا اجماع ہے کہ مسند احمد امام احمد ہی کی تصنیف ہے۔

والحمد للّٰہ رب العالمین، وما علینا إلا البلاغ (۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ)

## امام احمد اور صحابۂ کرام

۱۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں:

'' قلت لأبي: من الرافضي؟ قال: الذي يشتم أبا بكر و عمر . قال وسألت أبي عن رجل يشتم رجلاً من أصحاب رسول الله ﷺ ؟ قال : ماأراه على الإسلام''

میں نے اپنے ابا سے پوچھا: رافضی کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو گالیاں دے (وہ رافضی ہے)۔ میں نے پوچھا: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں دے (وہ کیسا ہے)؟ آپ نے فرمایا: میں ایسے شخص کو اسلام پر (یعنی مسلمان) نہیں سمجھتا۔ (مناقب الامام احمد ص ۱۶۵ وسندہ صحیح)

۲۔ عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی فرماتے ہیں کہ (امام) احمد بن حنبل نے فرمایا:

"إذا رأيت رجلاً يذكر أحدًا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بسوء فاتهمه على الإسلام"

جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بُرا کہتا ہے تو اس کے اسلام پر تہمت لگاؤ۔

(مناقب احمد ص ۱۶۰ وسندہ صحیح)

۳۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) جنتی ہیں۔

(مسائل عبداللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۲۰ ت ۱۸۳۴ مناقب احمد ص ۱۶۰ وسندہ صحیح)

۴۔ محمد بن عوف رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ امام احمد نے فرمایا:

"... ومن قدّم عليًا على عثمان فقد طعن على رسول الله وأبي بكر و عمر وعلى المهاجرين ولا أحسب يصلح له عمل"

اور جو شخص علی (رضی اللہ عنہ) کو عثمان (رضی اللہ عنہ) پر ترجیح دے تو اس شخص نے رسول اللہ، ابوبکر، عمر اور مہاجرین پر طعن کیا اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔ (مناقب احمد ص ۱۶۲ وسندہ صحیح)

۵۔ مسئلۂ فضیلت میں سیدنا امام احمد رحمہ اللہ کا موقف وعقیدہ یہ تھا کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں) سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر ہیں اور پھر عثمان ہیں۔ پھر آپ سکوت فرماتے تھے۔

(مسائل عبداللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۱۸ فقرہ: ۱۸۳۱)

۶۔ خلفائے راشدین کے بارے میں امام احمد کا یہ عقیدہ تھا کہ ابوبکر و عمر و عثمان اور علی خلفاء (یعنی خلفائے راشدین) میں سے ہیں۔ (مسائل عبداللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۱۹ فقرہ: ۱۸۳۲ مسائل ابی داود ص ۲۷۷)

اس مسئلے میں آپ سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کے قائل تھے۔ یہ حدیث مسند احمد (۲۲۱/۵) وسنن ابی داود (۴۶۴۶) وسنن ترمذی (۲۲۲۶) وغیرہ میں حسن سند کے ساتھ موجود ہے۔

۷۔ ابن ہانئ سے روایت ہے کہ امام احمد سے پوچھا گیا:

ایک آدمی (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دیتا ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ (سوالات ابن ہانئ: ۲۹۶)

۸۔ جو لوگ کہتے تھے کہ ہم (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو 'خال المومنین' مومنوں کا ماموں، نہیں کہتے تو امام احمد ان پر

سخت ناراض ہوتے۔ (دیکھئے السنۃ للخلال: ۶۵۸ وسندہ صحیح)

ایک آدمی نے امام احمد سے اس آدمی کے بارے میں مسئلہ پوچھا جو کہتا تھا کہ ''میں معاویہ کو کاتبِ وحی نہیں مانتا اور نہ انھیں خال المومنین کہتا ہوں۔ اس نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا'' تو امام احمد نے جواب دیا:

'' هٰذا قول سوء ردئ، يجانبون هؤلا ء القوم ( لا ) يجالسون ونبين أمرهم للناس ''

یہ بُرا اردی قول ہے۔ ان لوگوں سے بائیکاٹ کرنا چاہئے، ان کے پاس بیٹھنا نہیں چاہئے۔ اور لوگوں کو ان کے بارے میں بتادینا چاہئے۔ (السنۃ للخلال: ۶۵۹ وسندہ صحیح)

۹۔ ابوبکر المروذی نے امام احمد سے پوچھا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) افضل تھے یا عمر بن عبدالعزیز افضل تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: معاویہ افضل ہیں۔ ہم صحابۂ کرام کے ساتھ کسی کو برابر نہیں سمجھتے۔ (السنۃ للخلال: ۶۶۰ وسندہ صحیح)

## امام احمد کے زریں اقوال وافعال

۱۔ حنبل بن اسحاق فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) اپنی رائے یا فتوے کا لکھا جانا ناپسند کرتے تھے۔

(مناقب احمد ص ۱۹۳ وسندہ صحیح)

۲۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: '' من رد حديث رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فهو على شفا هلكة''

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث رد کی تو وہ شخص ہلاکت کے کنارے پر ہے۔

(مناقب احمد ص ۱۸۲ وسندہ حسن، طبقات الحنابلۃ ۲/ ۱۵)

۳۔ امام ابوداود فرماتے ہیں:

میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ اہلِ سنت کا ایک آدمی کسی بدعتی کے ساتھ ہے تو کیا میں اس (سنی) کا بائیکاٹ کردوں؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔ اسے سکھاؤ کہ تمھارا ساتھی بدعتی ہے (اس سے بچ جاؤ) پھر اگر وہ اس بدعتی سے بات چیت ختم کردے تو فبہا ورنہ اسے اسی کے ساتھ ملا دو۔ (مناقب احمد ص ۱۸۲، ۱۸۳ وسندہ صحیح)

یعنی اقامتِ حجت کے بعد اس سُنی کا بھی وہی حکم ہے جو بدعتی کا حکم ہے۔

۴۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کے کچھ لوگ قیامت تک مدد یافتہ رہیں گے۔'' اس کی تشریح میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

'' إن لم تكن هٰذه الطائفة المنصورة أصحاب الحديث فلا أدري من هم''

اگر یہ طائفۂ منصورہ اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ ح ۲

وسندہ حسن، طبعہ جدیدہ ص ۱۰۷ وقال الحافظ ابن حجر: '' وأخرج الحاكم في علوم الحديث بسند صحيح عن أحمد : إن لم يكونوا أهل الحديث فلاأدري من هم ''/ فتح الباری ۲۹۳/۱۳ تحت ح: ۷۳۱۱)

۵۔ ابن ابی قتیلہ نام کا ایک بُرا شخص تھا۔ اس نے اصحاب الحدیث کا ذکر برائی کے ساتھ کیا تو امام احمد نے فرمایا: '' زندیق زندیق زندیق'' یہ زندیق ہے (سخت گمراہ وملحد، بے دین ہے) زندیق ہے زندیق ہے۔ یہ فرما کر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۴ ح ۵ وسندہ حسن، نسخہ جدیدہ ص ۱۱۰، مناقب احمد ص ۱۸۰، شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۱۴۷ عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث للصابونی : ۱۶۴ وطبقات الحنابلۃ لابن ابی یعلیٰ ۳۸/۱، ۲۸۰ ذم الکلام للہروی: ۲۴۱ دوسرا نسخہ: ۲۳۳)

۶۔ امام احمد نے فرمایا: '' من مات على الإسلام والسنة مات على الخير كله''
جو شخص اسلام اور سنت پر فوت ہوا تو اس کا خاتمہ کامل خیر پر ہوا۔ (مناقب احمد ص ۱۸۰ وسندہ صحیح)

۷۔ محدثینِ کرام فقہ الحدیث اور فہمِ حدیث میں امام احمد کی طرف رجوع کرتے تھے۔ دیکھئے تاریخ بغداد (ج ۴ ص ۴۱۹ وسندہ صحیح)

امام احمد فرماتے ہیں: ''أهل الرأي لا يروى عنهم الحديث ''
اہل الرائے سے حدیث کی روایت (بطورِ حجت واستدلال) نہ کی جائے۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد ج ۱ ص ۲۷۲ فقرہ: ۱۶۲۳)

۸۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''من مات وليس له إمام مات ميتة جاهلية '' جو شخص فوت ہو جائے اور اس کی گردن میں امام (خلیفہ) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اس کی تشریح میں امام احمد فرماتے ہیں:

'' تدري ما الإمام ؟ الذي يجتمع المسلمون عليه، كلهم يقول : هذا إمام ، فهذا معناه ''

تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے۔ ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے۔ یہ ہے اس حدیث کا معنی۔ (سوالات ابن ہانی ص ۱۸۵ فقرہ: ۲۰۱۱، السنۃ للخلال ص ۸۱ فقرہ: ۱۰، المسند من مسائل الامام احمد، ق: ۱، بحوالہ الامامۃ العظمیٰ عند اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۱۷)

۹۔ امام احمد سے (تعویذ کے طور پر) قرآن مجید لٹکانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''التعليق كلها مكروه'' ہر قسم کے تعویذ لٹکانے مکروہ ہیں۔ (مسائل الامام احمد واسحاق، روایۃ اسحٰق بن منصور الکوسج ۱۹۳/۱ فقرہ: ۳۸۲)

۱۰ ابن ہانی سے مروی ہے کہ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا: جو شخص (امیر) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے؟ انھوں نے فرمایا: اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اس شخص کی کوئی عزت نہیں ہے۔

(سوالات ابن ہانی: ۲۹۶ نیز دیکھئے ص ۲۷ فقرہ: ۷) [باقی آئندہ، ان شاء اللہ]

قسط:۳ (قسط:۲ کے لئے دیکھئے الحدیث ۱۹ص ۹) محمد صدیق رضا

# اتباع اور تقلید میں فرق

## پندرھواں فرق: تارکِ سنت ملعون ہے

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( ستة لعنتهم لعنهم الله وكل نبي مجاب..... والتارك لسنتي ))

چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں، اللہ بھی ان پر لعنت فرمائے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔(ان میں سے ایک) میری سنت کو ترک کرنے والا ہے۔(رواہ الحاکم وصححہ والذہبی۔المستدرک ۱/۳۶ رقم الحدیث ۱۰۲)

اس حدیث کو دیوبندیوں کے موجودہ دور کے ''امامِ اہلسنت'' سرفراز خان صاحب بھی اپنی کتاب راہِ سنت (ص ۲۵) میں لائے ہیں۔اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قال الحاکم والذہبی صحیح''یعنی حاکم اور ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[تنبیہ از مدیر: یہ روایت سنن الترمذی: ۲۱۵۴ وصحیح ابن حبان، الموارد: ۵۲ وغیرہ میں بھی ہے۔عبدالرحمٰن بن ابی الموال ثقہ، وثقہ الجمہور ہے۔اس کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہیں۔تحریر تقریب التہذیب: ۴۰۲۱ میں لکھا ہوا ہے: '' بل ثقة و ثقه ابن معين ......''

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن موہب حسن الحدیث ہے، جمہور محدثین نے اس کی توثیق کی ہے۔دیکھئے میری تعلیق علیٰ تہذیب التہذیب ۷/۲۸، ۲۹، لہٰذا شیخ البانی رحمہ اللہ کا اس روایت کو ضعیف قرار دینا غلط ہے۔/ زبیر علی زئی]

علامہ راغب اصفہانی نے ''لعنت'' کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا:

'' اللعن الطرد والا بعاد علىٰ سبيل السخط وذلك من الله تعالىٰ فى الآخرة عقوبة و فى الدنيا انقطاع من قبول رحمته وتوفيقه ومن الإنسان دعاء علىٰ غيره ''

''لعن'' کسی سے ناراض ہوکر اسے دھتکارنے یا دور کردینے کو کہتے ہیں اور یہ (لفظ) جب اللہ کی طرف سے (استعمال) ہو تو اس سے مراد آخرت میں عذاب اور دنیا میں اپنی رحمت وتوفیق کا ختم کردینا ہے، اور اگر انسان کی طرف سے یہ لفظ استعمال ہو تو اس سے مراد اس کا کسی دوسرے کے لئے بددعا کرنا ہے۔(المفردات ص ۴۵۴)

''لعنت'' کے اس معنی اور مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے غور کیجئے کہ اللہ کے مقرر کردہ ''امام'' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ومرتبہ ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کردینے والا ہو آپ کے طرزِ عمل سے اعراض کرنے والا ہو آپ کے طریقہ سے منہ پھیرنے والا ہو، اس پر اللہ رب العالمین کی لعنت ہے، مطلب یہ کہ وہ شخص اللہ کی رحمت وتوفیق سے محروم ہو کر آخرت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ أعاذنا الله منه.

اسی طرح نبی کریم ﷺ جن کے دل میں انسانیت کے لئے بے انتہا شفقت، محبت و ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، کی بددعا کا شکار یہ محروم شخص ہوگا۔ آپ ﷺ جو اپنی امت سے بڑی محبت فرماتے تھے، جنھیں اپنی امت کی فکر ہر لحظہ دامنگیر رہتی، ہر مقام پر اپنی اُمت کا خیال رکھتے، وہ جو رحمۃ للعالمین ہیں۔ ان رسولِ رحمت ﷺ کی طرف سے بھی ایسے شخص کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت وتوفیق سے محرومی کی بددعا۔ لعنت ہے۔

یہ ہے اللہ کے مقرر کردہ ''امام'' محمد ﷺ کا مقام ومرتبہ، شان وعظمت کہ جو آپ کی اتباع وپیروی کرے گا آپ کی ہدایات کو اپنائے گا آپ کے نقش قدم پر چلے گا، اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرمائے گا، اُس پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا، لیکن جو کوئی اس کے برعکس رویہ اختیار کرے گا، آپ ﷺ کی اتباع، پیروی، ہدایات وراہنمائی، طریقۂ کار وطرز عمل اور آپ کی سنت سے روگردانی واعراض کرے گا اس پر اللہ لعنت فرمائے گا، اپنی رحمت سے دور کردے گا اور اپنے عذاب میں مبتلا کردے گا۔

لیکن جنھیں لوگوں نے خود اپنی طرف سے ''امامت'' کے منصب پر فائز کردیا اور ان کی مرضی کے خلاف خود اپنی طرف سے ان کی تقلید وپیروی کو واجب، لازمی وضروری ٹھہرایا۔ ان کی تقلید وپیروی کا ہرگز ہرگز بھی یہ مقام ومرتبہ نہیں ہے۔ قرآن وسنت میں کہیں بھی یہ بات نہیں ملتی کہ جو شخص لوگوں کے مقرر کردہ ''امام'' کی تقلید وپیروی کا انکار کردے گا، ان کی تقلید کو ترک کردے گا، ان کے فرامین وطرزِ عمل کو ترک کردے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لعنت ہوگی، وہ اللہ کی رحمت وقرب سے دور کردیا جائے گا، اس پر آخرت میں عذاب ہوگا۔ حاشا وکلا نہیں اور ہرگز ہرگز نہیں، قرآن وسنت میں ایسی کوئی بات نہیں۔ قرآن وسنت اس تصور سے یکسر خالی ہیں۔ یہ مقام ومرتبہ تو صرف اور صرف اللہ کے مقرر کردہ ''امام'' کے اتباع وپیروی کا ہے، ان کی سنت کا ہے۔ یہ ایک اور واضح فرق ہے امام کی تقلید اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں۔ لیکن افسوس! کہ جب اپنی مرضی ومنشا سے اپنی طرف سے بغیر کسی سلطان وبرہان کے، بغیر کسی دلیل وشرعی حجت کے ''امام'' مقرر کرنے والوں نے اور پھر ساری امت پر ان اماموں کی تقلید کو واجب، ضروری اور لازمی قرار دینے والوں نے جب یہ دیکھا کہ اللہ کے مقرر کردہ ''امام'' کی اتباع وپیروی اور ان کے طریقہ کی اس قدر اہمیت ہے اتنا بڑا مقام ہے کہ جو اسے ترک کردے تو وہ ''لعنت'' کا مستحق ٹھہرتا ہے اور ہمارے مقرر کردہ امام کی تقلید وپیروی اس سے خالی وتہی دامن ہے اس کا کوئی مقام ومرتبہ نہیں تو بعینہ یہی مقام ومرتبہ بلکہ یوں کہیے کہ اس سے کئی گنا بڑھ کر اپنے بنائے ہوئے امام کے لئے بھی گھڑ لیا گیا، ملاحظہ کیجئے کہ علاء الدین الحصکفی (حنفی) نے اپنی کتاب درمختار میں لکھا: ''فَلعنةُ ربنا أعداد رمل علی من رد قول أبي حنيفة''

یعنی اس شخص پر ریت کے ذرات کے برابر لعنتیں ہوں جو ابوحنیفہ کے قول کو ٹھکرادے۔ (درمختار ۱/۱۳، مطبوعہ ایچ ایم سعید)

بلاشبہ امام ابوحنیفہ ان کے اس بدترین غلو سے بری ہیں، نہ تو یہ ان کی سوچ تھی اور نہ یہ تعلیمات ___ لیکن یہ مقلدین کا ''غلو'' ہے۔ ہماری معروضات بھی ان مقلدین ہی سے متعلق ہیں۔

اللہ کی پناہ، غور کیجئے تو واضح ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مقابلہ جاری ہے، جو فضائل، جو شان و عظمت جو مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرر کردہ ''امام'' کو عطا فرمایا اور قرآن و سنت میں ان کے لئے بیان ہوا۔ لوگوں نے پوری کوشش کی کہ ویسی ہی شان و عظمت ویسا ہی مقام و مرتبہ اپنے بنائے ہوئے امام کے لئے بھی گھڑ دیں، بلکہ بعض مقام پر تو اس سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر دعویٰ کر دیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ تو ایک مولوی صاحب نے اٹھ کر یہ کہہ دیا کہ ''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے'' (تذکرۃ الرشید ۲/۱۷) اسی ضمن میں گنگوہی صاحب کا یہ فرمان ہے کہ ''حق تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط بات نہیں نکلوائے گا'' (حکایات اولیاء المعروف بہ ارواح ثلاثہ ص ۳۱۰ حکایت نمبر ۳۰۸)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ جو نبی ﷺ کی اتباع کرے گا تو اللہ اس سے محبت فرمائے گا اس کی بخشش فرمائے گا تو کچھ ایسا ہی دعویٰ لوگوں نے اپنے امام سے متعلق کر دیا۔ حدیث میں تارکِ سنت پر ''لعنت'' کی گئی تو آلِ تقلید نے بھی اپنے مقرر کردہ امام کے قول رد کرنے والوں پر لعنت نہیں بلکہ لعنتیں کر دیں اور اس قدر لعنتیں کر دیں کہ سارے مقلدین جمع ہو کر بھی اسے شمار میں نہیں لاسکتے اگر ہر ایک کو ہزار ہزار سال کی عمر ہی کیوں نہ مل جائے۔ آخر ریت کے ذرات کو کون شمار میں لاسکتا اور کس طرح لاسکتا ہے۔

اس طرح لعنت کی برسات کرنے پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی افسوس بھی ہوتا ہے کہ اس کا نقصان بھی خود انھیں ہی پہنچتا ہے، چونکہ وہ بہت سے مسائل میں اپنے بنائے ہوئے ''امام'' کے اقوال رد کر چکے ہیں، انھیں چھوڑ چکے ہیں اور بہت سے مسائل میں انھوں نے باقاعدہ اصول وضع کئے ہیں کہ ان مسائل میں امام ابوحنیفہ کے بجائے ان کے فلاں فلاں شاگرد کے اقوال لئے جائیں اور ان پر فتویٰ دیا جائے، بطور مثال اس مضمون کا ''دسواں فرق'' ملاحظہ کیجئے۔ آپ پر واضح ہوگا کہ کس طرح یہ لوگ بذاتِ خود اپنے ہی تراشیدہ دام میں الجھے ہوئے ہیں، خود ساختہ باتوں کا یہی حال ہوتا ہے۔

[تنبیہ بلیغ: ''فلعنة ربنا'' والا قول درمختار میں امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ یا ابن ادریس (الشافعی) رحمہ اللہ سے منسوب ہے۔ دیکھئے حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ۱/۴۶، ۴۵ و رد المحتار ۱/۴۷

یہ قول بالکل بے سند ہے نہ تو ابن المبارک رحمہ اللہ سے ثابت ہے اور نہ ابن ادریس سے۔ بلکہ کسی امام سے بھی یہ قول باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ بے سند اقوال موضوع روایات سے بھی نچلا درجہ رکھتے ہیں اور سرے سے مردود ہوتے ہیں۔ بے سند اور جھوٹے اقوال وہی لوگ پیش کرتے ہیں جو بذاتِ خود انتہائی خطرناک قسم کے جھوٹے اور بے سند ہوتے ہیں۔ جو لوگ ''فلعنة ربنا'' والا قول کسی امام سے ثابت سمجھتے ہیں تو باسند صحیح پیش کریں۔ ادارہ الحدیث اس مطالبے کے جواب کا منتظر ہے اور اگر ایسی کوئی صحیح سند پیش کر دی گئی تو بصد شکریہ ''الحدیث'' میں شائع کر دی جائے گی۔ ان شاء اللہ]

نصیر احمد کاشف

# صحیحین کی دعائیں

## بیدار ہونے سے نماز تک

### ۱: نیند سے بیداری پر

① اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ .

سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

(بخاری، الدعوات: باب، وضع الید تحت الخد الیمنیٰ ح ۶۳۱۴ مسلم، الذکر والدعاء: باب الدعاء عند النوم ح ۲۷۱۱)

② لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي .

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اللہ پاک ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کی توفیق کے بغیر نہ برائی سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی توفیق (پھر کہے) اے اللہ مجھے بخش دے۔

یا (اس کے بعد) وہ کوئی بھی دعا کرے تو اسے قبول کیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اسے بھی قبول کیا جاتا ہے۔ (بخاری: التہجد: باب فضل من تعار من اللیل فصلیٰ ح ۱۱۵۴)

### ۲: تہجد کے وقت

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ

قَلِيلٌ قف ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ٥ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ٥ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ٥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اختلاف میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسوا کیا اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا باآواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو اپنے رب پر ایمان لے آؤ پس ہم ایمان لائے اے اللہ! اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے رب! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرلی کہ تم میں کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہرگز ضائع نہیں کرتا تم آپس میں ایک دوسرے کی ہم جنس ہو اس لئے وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنھیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنھوں نے جہاد کیا اور شہید کئے گئے میں ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کردوں گا اور بالیقین انھیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا فریب میں نہ ڈال دے یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے اس کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے اور نیک لوگوں کے لیے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر ہے۔ یقیناً اہلِ کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمھاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا اس پر بھی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے نہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لئے تیار رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔ (ال عمران: ۱۹۰۔۲۰۰)

(بخاری، الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث وغیرہ ح ۱۸۳، مسلم، صلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعاءہ باللیل ح ۷۶۳)

☆ایک روایت میں آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھنے کا ذکر ہے۔(بخاری، الادب: باب رفع البصر الی السماء ح ۶۲۱۵)

**۳: بیت الخلا جاتے ہوئے**

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ . اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے۔

(بخاری، الوضوء: باب مایقول عندالخلاء ح ۱۴۲، مسلم، الحیض: باب مایقول اذا اراد دخول الخلاء ح ۳۷۵)

**۴: وضو کے بعد**

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ .

(مسلم، الطہارۃ: باب الذکر المستحب عقب الوضوء ح ۲۳۴)

**۵: فجر کی نماز کو جاتے ہوئے**

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًاوَّ عَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا [وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا ] وَّ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّ دَمِیْ نُوْرًا وَّ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّ بَشَرِیْ نُوْرًا [ وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ]

اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور کر دے میرے لئے نور اور میری زبان میں نور اور کر دے میرے پٹھے نورانی اور میرا گوشت نورانی اور میرا خون نورانی اور میرے بال نورانی اور میرا بدن نورانی اور میرے نفس میں نور اور مجھے بہت ہی نور بخش، الٰہی! مجھے نور عطا فرما۔(بخاری، الدعوات: باب الدعاء من اللیل ح ۶۳۱۶، مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب صلوٰۃ النبی ﷺ ودعاءہ باللیل ح ۷۶۳۔ مسلم کی ایک روایت میں ان الفاظ کو سجدہ میں پڑھنے کا ذکر ہے۔ بریکٹ کے اندر والے الفاظ صرف مسلم میں ہیں۔ یہ مختلف روایات کا مجموعہ ہے)

**۶: مسجد میں داخل ہوتے وقت**

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ . اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

**۷: مسجد سے نکلتے وقت**

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ .

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

(دونوں روایتوں کیلئے دیکھئے۔ مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب مایقول اذا دخل المسجد ح ۷۱۳)

### ۸: گھر میں داخل ہوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ . اللہ کے نام سے۔ (مسلم، الاشربة باب آداب الطعام والشراب ح ۲۰۱۷)

### ۹: جو مسجد میں گمشدہ چیز (جانور وغیرہ) کا اعلان کرے

① لَا رَدَّھَا اللّٰہُ عَلَیْکَ . اللہ کرے تیری چیز تجھے نہ ملے۔

② لَا وَجَدْتَّ (اللہ کرے) تجھے نہ ملے۔

(دونوں روایتوں کے لئے دیکھئے، مسلم، المساجد باب النھی عن نشد الضالة فی المسجد، ح ۵۶۸، ۵۶۹)

### ۱۰: اذان

اذان دوہری اور اقامت اکہری کہنی چاہئے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۶۰۳) وصحیح مسلم (۳۷۸)

ترجیع والی اذان بھی ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۳۷۹)

عام طور پر جو اذان دی جاتی ہے وہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(دیکھئے سنن ابی داود: ۴۹۹ وسندہ حسن)

### ۱۱: بارش کے وقت

اگر بارش ہو تو مؤذن اذان میں حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ وغیرہ کے بجائے ''اَلَاصَلُّوْا فِی الرِّحَالِ'' یا ''صَلُّوْا فِيْ بُیُوْتِکُمْ'' کہے یعنی اپنے خیموں اور گھروں میں نماز پڑھ لو۔ (بخاری، الجمعة: باب الرخصة ان لم یحضر الجمعة فی المطر، ح ۹۰۱، مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب الصلوٰۃ فی الرحال فی المطر، ح ۶۹۷، ۶۹۹)

### ۱۲: اذان کا جواب

اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے لیکن حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کہے۔ جس نے دل (یقین) سے جواب دیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(مسلم، الصلوٰۃ: باب استحباب القول مثل قول المؤذن، ح ۳۸۵)

### ۱۳: اذان کے دوران میں

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر، محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے

پر راضی ہوں۔ (مسلم، حوالہ سابق، ح ۳۸۶)

☆ اس کے کہنے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

### ۱۴: اذان کے بعد درود

① اذان کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیے۔

(مسلم، الصلوٰۃ: باب استحباب القول مثل قول المؤذن ح ۳۸۴) درود کے الفاظ نماز کے اذکار میں آئیں گے۔

② اس کے بعد یہ دعا پڑھے تو اس کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جائے گی۔

**اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ .**

اے اللہ! اس مکمل دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ (جنت کا ایک محل) اور فضیلت عطا فرما اور انھیں مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ (بخاری، الاذان: باب الدعاء عند النداء ح ۶۱۴)

## نماز سے متعلق دعائیں

### ۱۵: دعائے استفتاح

① **اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَ بْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَ دِ .**

اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہ پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

(بخاری، الاذان: باب مایقول بعد التکبیر ح ۷۴۴، مسلم، المساجد: باب مایقول بین تکبیرۃ الاحرام۔۔ ح ۵۹۸)

② **اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا.**

اللہ سب سے بڑا ہے بہت بڑا، ساری تعریف اسی کی ہے، وہ پاک ہے۔ صبح وشام ہم اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

(مسلم: حوالہ سابق ح ۶۰۱)

### ۱۶: نماز تہجد میں

① **اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ، اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ لَکَ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَلَکَ الْحَمْدُ**

اَنۡتَ الۡحَقُّ وَوَعۡدُکَ الۡحَقُّ وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ وَقَوۡلُکَ حَقٌّ وَالۡجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوۡنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَ السَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَکَ اَسۡلَمۡتُ وَبِکَ آمَنۡتُ وَعَلَيۡکَ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَيۡکَ اَنَبۡتُ وَبِکَ خَاصَمۡتُ وَاِلَيۡکَ حَاکَمۡتُ فَاغۡفِرۡلِيۡ مَا قَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ وَمَا اَسۡرَرۡتُ وَمَا اَعۡلَنۡتُ اَنۡتَ الۡمُقَدِّمُ وَاَنۡتَ الۡمُؤَخِّرُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ .

الٰہی! تیرے لیے ساری تعریف ہے زمین وآسمان اور جو کچھ اس میں ہے (سب کو) تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے (اس سب) کی بادشاہی تیرے لیے ہے۔ تیرے لیے ہی ساری تعریف ہے۔ تو ہی روشن کرنے والا ہے زمین وآسمان کو، تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے تو ہی بادشاہ ہے زمین و آسمان کا تیرے لیے ساری تعریف ہے تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے (آخرت میں) تیری ملاقات حق ہے۔ تیرا کلام حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم حق ہے۔ تمام انبیاء حق ہیں۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ الٰہی میں تیرے سامنے جھک گیا میں تجھ پر ایمان لایا۔ میں نے صرف تجھی پر بھروسہ کیا، میں نے صرف تیری طرف رجوع کیا، صرف تیری ہی مدد سے (دشمنوں) سے جھگڑتا ہوں، میں نے صرف تجھے ہی اپنا حاکم مانا تو میرے اگلے وپچھلے اور ظاہر وپوشیدہ گناہ اور جنھیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (سارے کے سارے) گناہ معاف کردے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔

(بخاری، التہجد: باب التہجد باللیل ح ۱۱۲۰، مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ ح ۷۶۹)

② اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبۡرَائِيۡلَ وَ مِيۡکَائِيۡلَ وَ اِسۡرَافِيۡلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ عَالِمَ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ اَنۡتَ تَحۡکُمُ بَيۡنَ عِبَادِکَ فِيۡ مَا کَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ اهۡدِنِيۡ لِمَا اخۡتُلِفَ فِيۡهِ مِنَ الۡحَقِّ بِاِذۡنِکَ اِنَّکَ تَهۡدِيۡ مَنۡ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ.

اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والے، پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے، اپنے بندوں کے درمیان ان چیزوں میں تو ہی فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ حق کے جن مسائل میں اختلاف کیا گیا ہے اپنے فضل سے حق کی طرف میری راہنمائی فرما دے، بے شک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ کی راہنمائی فرماتا ہے۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۷۷۰)

③ وَجَّهۡتُ وَجۡهِيَ لِلَّذِيۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا وَّمَااَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِيۡنَ ٥ اِنَّ صَلَاتِيۡ وَنُسُکِيۡ وَ مَحۡيَايَ وَ مَمَاتِيۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ٥ لَاشَرِيۡکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ٥ اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ الۡمَلِکُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ اَنۡتَ رَبِّيۡ وَاَنَا عَبۡدُکَ ظَلَمۡتُ نَفۡسِيۡ وَ اعۡتَرَفۡتُ بِذَنۡبِيۡ فَاغۡفِرۡلِيۡ ذُنُوۡبِيۡ جَمِيۡعًا اِنَّهٗ لَا يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّااَنۡتَ وَاهۡدِنِيۡ لِاَحۡسَنِ الۡاَخۡلَاقِ لَا يَهۡدِيۡ

لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَ الْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوبُ اِلَيْكَ .

میں نے اپنے چہرے کا رخ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا ہے۔ لہٰذا میرے سارے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ اور بہترین اخلاق کیلئے تیرے سوا کوئی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور بدترین اخلاق مجھ سے دور کر دے اس لیے کہ بدترین اخلاق تیرے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ میں حاضر ہوں اور تیرا فرمان بردار ہوں، ساری خوبی تیرے ہاتھوں میں ہے اور برائی (کی نسبت) تیری طرف (ہرگز) نہیں، میری توفیق تیری طرف سے ہے اور میری التجا تیری طرف ہے۔ تو بڑی برکت والا اور بلند ذات والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۷۷۱)

## ۱۷: فاتحۃ الکتاب

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ o اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ o ﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بہت بخشش کرنے والا بڑا مہربان، بدلے کے دن کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔ (الفاتحہ: ۱۔۷)

## ۱۸: نماز میں فاتحہ ضروری ہے

یاد رہے نماز میں فاتحہ کا پڑھنا ہر شخص (امام ہو یا مقتدی یا منفرد) کیلئے ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ )) اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

(بخاری، الاذان: باب وجوب القراءۃ للامام والماموم ح ۷۵۶، مسلم، الصلوٰۃ: باب وجوب قراءۃ الفاتحہ ح ۳۹۴)

## ۱۹: آمین

اگر امام بلند آواز سے قراءت کرے تو مقتدیوں کو بھی امام کے ساتھ بلند آواز سے آمین کہنی چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

نیز فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (دونوں روایتوں کے لئے دیکھئے، بخاری، الاذان: باب جہر الماموم بالتامین ح ۷۸۳ اور باب جہر الامام بالتامین ح ۷۸۰ مسلم، الصلوٰۃ: باب التسمیع والتحمید والتامین ح ۴۱۰)

## ۲۰: نماز میں قراءت

سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت تلاوت کی جاسکتی ہے۔ تاہم نمازوں کی مسنون قراءت درج ذیل ہے:

## ۲۱: فجر میں

① سورۃ الطّور (بخاری، الاذان: باب الجہر بقراءۃ صلوٰۃ الصبح قبل ح ۷۷۳ تعلیقاً)

② سورۃ المؤمنون (بخاری، الاذان: باب الجمع بین السورتین فی رکعۃ قبل ح ۷۷۴ تعلیقاً، مسلم، الصلوٰۃ: باب القراءۃ فی الصبح ح ۴۵۵)

③ سورۃ التکویر (مسلم، حوالہ سابق ح ۴۵۶)

④ سورہ قٓ (حوالہ سابق ح ۴۵۸)

## ۲۲: جمعہ کے دن فجر میں

پہلی رکعت میں سورۃ السجدۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدھر

(بخاری، الجمعۃ: باب مایقرأ فی صلوٰۃ الفجر یوم الجمعۃ ح ۸۹۱، مسلم، الجمعۃ: باب مایقرأ فی یوم الجمعۃ ح ۸۷۹)

## ۲۳: ظہر و عصر میں

ظہر میں سورۃ اللیل اور سورۃ الاعلیٰ/عصر میں ان کی مانند۔ (مسلم، الصلوٰۃ: باب القراءۃ فی الصبح ح ۴۵۹۔۴۶۰)

## ۲۴: مغرب میں

① سورۃ الطّور (بخاری الاذان: باب الجہر فی المغرب ح ۷۶۵، مسلم، الصلوٰۃ: باب القراءۃ فی الصبح ح ۴۶۳)

② سورۃ المرسلٰت (بخاری، الاذان: باب القراءۃ فی المغرب ح ۷۶۳، مسلم، حوالہ سابق ح ۴۶۲)

## ۲۵: عشاء میں

① سورۃ التین　(بخاری، الاذان: باب القراءۃ فی العشاء ح ۷۶۷، مسلم، الصلوٰۃ: باب القراءۃ فی العشاء ح ۴۶۴)

② سورۃ الانشقاق　(بخاری، حوالہ سابق ح ۷۶۶)

③ سورۃ الشمس　(بخاری، الاذان: باب من شکا امامہ اذا طول ح ۷۰۵، مسلم، حوالہ سابق ح ۴۶۵)

④ سورۃ اللیل　(ایضاً)

⑤ سورۃ الاعلیٰ　(ایضاً)

⑥ سورۃ العلق　(مسلم، حوالہ سابق)

## ۲۶: جمعہ میں

① پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیۃ (مسلم، الجمعۃ، باب مایقرأ فی صلوٰۃ الجمعۃ ح ۸۷۷)

② پہلی رکعت میں سورۃ الجمعۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون (مسلم، الجمعۃ، باب مایقرأ فی صلوٰۃ الجمعۃ ح ۸۷۸)

## ۲۷: عیدین میں

① پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ

② پہلی رکعت میں سورۃ قٓ اور دوسری رکعت میں سورۃ القمر (مسلم، صلوٰۃ العیدین، باب مایقرأ بہ فی صلوٰۃ العیدین ح ۸۹۱)

## ۲۸: فجر کی سنتوں میں

① پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص

② پہلی رکعت میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۳۶ اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۶۴

(مسلم، صلوٰۃ المسافرین، باب استحباب رکعتی الفجر ۷۲۶، ۷۲۷)

## ۲۹: رکوع کی دعائیں

① سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ .

پاک ہے میرا رب عظمت والا۔ (مسلم، صلوٰۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلوٰۃ اللیل ح ۷۷۲)

② سُبْحَانَکَ وَ بِحَمْدِکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ .

اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(مسلم، الصلوٰۃ: باب مایقول فی الرکوع والسجود ح ۴۸۵)

③ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ .

فرشتوں اور روح (جبریل) کا رب، نہایت پاک ہے۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۴۸۷)

④ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ .

اے ہمارے رب! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں، الٰہی ہمیں بخش دے۔

(بخاری، الاذان: باب الدعاء فی الرکوع ح ۷۹۴ مسلم، حوالہ سابق: ح ۴۸۴)

⑤ اَللّٰهُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَکَ سَمْعِيْ وَ بَصَرِيْ وَ مُخِّيْ وَ عَظْمِيْ وَ عَصَبِيْ .

اے اللہ! تیرے لیے میں نے رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیرا فرمان بردار ہوا، میرا کان، میری آنکھ، میرا مغز، میری ہڈی اور میرے پٹھے تیرے آگے عاجز بن گئے۔ (مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ ح ۷۷۱)

**۳۰: رکوع کے بعد**

① سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ. اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

(بخاری، الاذان: التکبیر اذا قام من السجود ح ۷۸۹، مسلم الصلوٰۃ: باب مایقول اذا رفع رأسہ من الرکوع ح ۴۷۶)

② رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (بخاری، حوالہ سابق)

③ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ (بخاری، حوالہ سابق، مسلم، الصلوٰۃ: باب ائتمام المأموم بالامام ح ۴۱۱)

④ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (بخاری، الاذان: باب فضل اللهم ربنا لک الحمد ح ۷۹۶، مسلم، حوالہ سابق ح ۴۱۴)

⑤ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ (بخاری، الاذان: باب مایقول الامام ومن خلفہ ح ۷۹۵)

⑥ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَکًا فِيْهِ .

اے ہمارے رب! تیرے ہی واسطے تعریف ہے، بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت تعریف۔

(بخاری، الاذان: باب ۱۲۶، ح ۷۹۹)

⑦ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْءَ الْاَرْضِ وَ مِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ .

اے ہمارے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے برابر جو تو چاہے۔

⑧ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَ مِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ الْخَطَايَا کَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ .

اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے برابر جو تو چاہے۔ اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے ایسا پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔

⑨ ربَّنـا لَکَ الْحَـمْدُ مِلْ ءَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْ ءَ الْاَرْضِ وَ مِلْ ءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَـجْدِ. اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَ کُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ.

اے ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے برابر جو تو چاہے۔ اور بندے نے جو تیری تعریف اور بزرگی بیان کی وہ تیرے لائق ہے۔ اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے دی اور کوئی دینے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے روک دی اور دولت مند کو دولت مندی تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

(تینوں روایتوں کے لئے دیکھئے، مسلم، الصلوٰۃ: باب مایقول اذا رفع رأسہ من الرکوع ح ۴۷۶۔۴۷۷)

## ۳۱: سجدے کی دعائیں

① سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی . پاک ہے میرا سب سے بلند و برتر رب۔ (دیکھئے نمبر ۲۹/۱)

② سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَا ئِکَۃِ وَالرُّوحِ. (حوالہ اور اردو ترجمہ کے لیے دیکھئے نمبر ۲۹/۳)

③ سُبْحَانَکَ وَ بِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ. (دیکھئے نمبر ۲۹/۳)

④ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ . (دیکھئے نمبر ۲۹/۴)

⑤ اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَہٗ وَ صَوَّرَہٗ وَ شَقَّ سَمْعَہٗ وَ بَصَرَہٗ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ.

اے اللہ! تیرے لیے میں نے سجدہ کیا میں تجھ پر ایمان لایا، میں تیرا فرمان بردار ہوا، میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا۔ اس کی اچھی صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھ کو کھولا، بہترین تخلیق کرنے والا اللہ بڑا ہی بابرکت ہے۔ (دیکھئے نمبر ۳۹)

⑥ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَ جِلَّہٗ وَ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَ سِرَّہٗ .

اے اللہ! میرے چھوٹے بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ تمام گناہ بخش دے۔

(مسلم، الصلوٰۃ: باب مایقال فی الرکوع والسجود ح ۴۸۳)

⑦ اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ .

اے اللہ! میں تیری رضامندی کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری عافیت کے ذریعے تیری سزا سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف کو شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے

اپنی تعریف فرمائی ہے۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۴۸۶)

۳۲: تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ کے لیے خاص ہیں۔ اے نبی آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، سلامتی اور برکتیں ہوں اور ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

(بخاری، الاذان: باب التشہد فی الآخرة ح ۸۳۱، مسلم، الصلوٰة: باب التشہد فی الصلوٰة ح ۴۰۲)

۳۳: نبی کریم ﷺ پر درود

① اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى [ إِبْرَاهِيْمَ وَ ]عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى [إِبْرَاهِيْمَ وَ]عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

اے اللہ! رحمت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف والا ہے اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ (بخاری، احادیث الانبیاء: باب ۱۰ ح ۳۳۷۰۔ مسلم، الصلوٰة: باب الصلوٰة علی النبی ﷺ ح ۴۰۵ بریکٹ کے اندر والے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں)

② اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِکْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اے اللہ! محمد ﷺ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت فرمائی اور محمد ﷺ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر برکت فرما جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر برکت فرمائی بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

(بخاری، حوالہ سابق ۳۳۶۹، مسلم، حوالہ سابق ح ۴۰۷)

۳۴: درود کے بعد کی دعائیں

① اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ[فِتْنَةِ] الْمَمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور پناہ میں آتا ہوں

زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری، الاذان: باب الدعاء قبل السلام ح ۸۳۳، مسلم، المساجد: باب مایستعاذ منہ فی الصلوٰۃ ح ۵۸۹۔ بریکٹ والا لفظ صحیح مسلم میں نہیں ہے)

② اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ .

اے اللہ! میں جہنم اور قبر کے عذاب سے، موت وحیات کے فتنہ سے اور فتنہ مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(مسلم، حوالہ سابق ح ۵۸۸)

③ اَللّٰھُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَ ارْحَمْنِي اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.

اے اللہ! بلاشبہ میں نے اپنے آپ پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا، پس اپنی جناب سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر، بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(بخاری، الاذان: باب الدعاء قبل السلام ح ۸۳۴، مسلم، الذکر والدعاء: باب استحباب خفض الصوت بالذکر ح ۲۷۰۵)

④ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّي اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

اے اللہ! تو میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر (تمام) گناہ معاف فرما اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (وہ بھی معاف فرما) تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

(دیکھئے ص ۳۸)

⑤ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاھْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي .

☆ ایک صحابی کو یہ دعا سکھانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ کلمات تیرے لئے دنیا اور آخرت دونوں کو جمع کردیں گے۔'' (مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل التہلیل والتسبیح، ح ۲۶۹۷)

## نماز کے بعد کے اذکار

### ۳۵: تکبیر بآواز بلند

① اَللّٰهُ اَکْبَرُ . (بخاری، الاذان باب الذکر بعد الصلوٰۃ ح ۸۴۱، ۸۴۲، مسلم، المساجد باب الذکر بعد الصلوٰۃ ح ۵۸۳)

① اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تین بار کہے! میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کے بعد یہ پڑھے۔

③ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ ، تَبَارَکْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. اے اللہ! تو ہی السلام ہے تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ذوالجلال والاکرام تو بڑا ہی بابرکت ہے۔

(مسلم، المساجد: باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ ح ۵۹۱)

④ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّمِنْكَ الْجَدُّ.

اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! تیری عطا کو روکنے والا کوئی نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو (اس کی) دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

(بخاری، الاذان: باب الذکر بعد الصلوٰۃ ح ۸۴۴، مسلم، حوالہ سابق ح ۵۹۳)

⑤ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ .

اللہ کے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہوں سے رکنا اور عبادت پر قدرت پانا صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، ہر نعمت کا مالک وہی ہے اور سارا فضل اس کی ملکیت ہے، اسی کے لیے اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں۔ ہم صرف اسی کی خالص عبادت کرتے ہیں۔ اگرچہ کافر بُرا منائیں۔ (مسلم، حوالہ سابق ح ۵۹۴)

⑥ اَللّٰـهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ .

اے اللہ! میں بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ میں رذیل عمر (زیادہ بڑھاپے) کی طرف پھیر دیا جاؤں اور میں دنیاوی فتنوں اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(بخاری، الدعوات: باب الاستعاذۃ من ارذل العمر ح ۶۳۷۴)

⑦ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار اور ایک بار یہ پڑھیں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (ترجمہ کئی بار گزر چکا) یہ اذکار پڑھنے والے کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(مسلم، المساجد: باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ ح ۵۹۷)

⑧ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار

(بخاری، الاذان: باب الذکر بعد الصلوٰۃ ح ۸۴۳، مسلم، حوالہ سابق ح ۵۹۵ اس میں اللہ اکبر بھی ۳۳ مرتبہ ہے)

⑨ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۱۰ مرتبہ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ ۱۰ مرتبہ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ بھی ۱۰ مرتبہ

(بخاری، الدعوات: باب الدعاء بعد الصلوٰۃ ح ۶۳۲۹)

⑩ رَبِّ قِنِي عَذَابَکَ يَوْمَ تَبْعَثُ (اَوْ تَجْمَعُ) عِبَادَکَ .

اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے (جمع کرے) گا۔

(مسلم، صلوٰۃ المسافرین: باب استحباب یمین الامام ح ۷۰۹)

[باقی آئندہ ان شاء اللہ]

الشیخ عبدالمحسن العباد

## قرآن مجید

قرآن کو سابقہ کتابوں پر یہ امتیاز (وفضیلت) حاصل ہے کہ اس پر تفصیلی ایمان فرض ہے۔ اُس کی خبروں کی تصدیق، احکامات پر عمل، منع کردہ چیزوں سے اجتناب اور قرآن و رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اللہ کی عبادت ضروری ہے۔ یہ وہ زندۂ جاوید معجزہ ہے جس نے تمام فصیح و بلیغ لوگوں کو چیلنج کر رکھا ہے کہ قرآن جیسی ایک سورت بنالاؤ۔ سب اس چیلنج کے مقابلے سے عاجز ہیں وہ اس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ کہہ دو، اگر انسان اور جن (سب) جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن بنالائیں گے تو ہرگز نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ اس میں ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں (بنی اسرآئیل: ۸۸)

قرآن کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ تحریف سے اس کی حفاظت اور سلامتی کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ بے شک ہم نے ذکر (قرآن) اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (الحجر: ۹) اور اسے الگ الگ مختلف اوقات میں نازل ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا﴾ اور کافروں نے کہا اس پر قرآن ایک دفعہ ہی کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اسی طرح ہم آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں اور ہم نے اسے بہترین طریقے سے مرتب کیا ہے (الفرقان: ۳۲)

قرآن سابقہ کتابوں پر مُهَيْمِن (نگران) ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ اور ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان پر نگران ہے (المآئدہ: ۴۸)

یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ (تمام) کتبِ سابقہ پر قرآن نگران ہے (یعنی اگلی کتابوں کو قرآن پر پیش کیا جائے گا)

حافظ زبیر علی زئی

# توضیح الاحکام

## ''كلامي لا ينسخ كلام الله'' والی روایت موضوع ہے

سوال: ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' كلامي لا ينسخ كلامَ الله، و كلامُ الله ينسخ كلامي، و كلامُ الله ينسخ بعضه بعضاً ''

میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا، اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اللہ کے کلام کا بعض اپنے بعض کو منسوخ کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح: ۱۹۵)

کیا یہ روایت صحیح ہے؟ تحقیق کر کے جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیراً (ایک سائل)

**الجواب:**

مشکوٰۃ میں یہ روایت بحوالہ (سنن) دارقطنی (۴/۱۴۵ ح ۴۲۳۳) مذکور ہے۔ اسے دارقطنی، ابن عدی (الکامل ۲/۶۰۲ دوسرا نسخہ ۲/۴۴۳) اور ابن الجوزی (العلل المتناہیہ ۱/۱۲۵ ح ۱۹۰) نے ''جبرون بن واقد: حدثنا سفيان بن عيينة عن أبي الزبير عن جابر'' کی سند سے روایت کیا ہے۔

ابن عدی نے کہا: ''منکر'' یہ حدیث منکر ہے۔ (نیز دیکھئے ذخیرۃ الحفاظ: ۴۴۰۶)

حافظ ذہبی نے اس حدیث کے بارے میں کہا: ''موضوع'' (میزان الاعتدال ۱/۳۸۸)

حافظ ابن حجر نے اس فیصلے کو لسان المیزان میں برقرار رکھا ہے۔ (دیکھئے اللسان ۲/۹۴)

جبرون بن واقد کے بارے میں ذہبی نے کہا: ''ليس بثقة'' وہ ثقہ نہیں ہے۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین: ۷۲۲، المغنی فی الضعفاء: ۱۰۸۹)

اور کہا: ''متهم فإنه روى بقلة حياء ....'' یہ (وضعِ حدیث کے ساتھ) متہم ہے کیونکہ اس نے (یہ روایت) بے حیائی سے بیان کی.... (میزان الاعتدال ۱/۳۸۷، ۳۸۸)

مُتہم سے مراد ''متهم بالوضع'' ہے۔ (الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث ص ۱۲۲)

کسی ایک محدث نے بھی اس راوی کی توثیق نہیں کی ہے۔

**خلاصۃ التحقیق:** یہ روایت جبرون بن واقد کی وجہ سے موضوع ہے۔ (۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ)

## کیا امام شافعی امام ابوحنیفہ کی قبر پر گئے تھے؟

سوال: ایک روایت میں آیا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إني لأتبرك بأبي حنيفة وأجيُ إلٰى قبره في كل يوم - يعني زائراً - فإذا عرضت لي حاجة

صليت ركعتين وجئت إلىٰ قبره وسألت الله تعالىٰ الحاجة عنده فما تبعد عني حتىٰ تقضى ''
میں ابوحنیفہ کے ساتھ برکت حاصل کرتا اور روزانہ اُن کی قبر پر زیارت کے لئے آتا۔ جب مجھے کوئی ضرورت ہوتی تو دو رکعتیں پڑھتا اور ان کی قبر پر جاتا اور وہاں اللہ سے اپنی ضرورت کا سوال کرتا تو جلد ہی میری ضرورت پوری ہو جاتی۔
(بحوالہ تاریخ بغداد) کیا یہ روایت صحیح ہے؟ (ایک سائل)

**الجواب:**

یہ روایت تاریخ بغداد (۱/۱۲۳) واخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری (ص ۸۹) میں ''مكرم بن أحمد قال: نبأنا عمر بن إسحاق بن إبراهيم قال: نبأنا علي بن ميمون قال: سمعت الشافعي...'' کی سند سے مذکور ہے۔
اس روایت میں ''عمر بن اسحاق بن ابراہیم'' نامی راوی کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملے۔
شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''غير معروف'' یہ غیر معروف راوی ہے... (السلسلۃ الضعیفہ ۱/۳۱ ح ۲۲)
یعنی یہ راوی مجہول ہے لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔
اس موضوع و مردود روایت کو محمد بن یوسف الصالحی الشافعی (عقود الجمان عربی ص ۳۶۳ و مترجم اردو ص ۴۴۰) ابن حجر ہیتمی/مبتدع (الخیرات الحسان فی مناقب النعمان عربی ص ۹۴ و مترجم ص ۲۵۵ [سرتاجِ محدثین]) وغیرہما نے اپنی اپنی کتابوں میں بطور استدلال و بطورِ حجت نقل کیا ہے مگر عمر بن اسحاق بن ابراہیم کی توثیق سے خاموشی ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔ اسی ایک مثال سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تحقیق و انصاف سے دور بھاگنے والے حضرات نے کتبِ مناقب وغیرہ میں کیا کیا گل کھلا رکھے ہیں۔ یہ حضرات دن رات سیاہ کو سفید اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں حالانکہ تحقیقی میدان میں ان کے سارے دھوکے اور سازشیں ظاہر ہو جاتی ہیں پھر باطل پرست لوگوں کو منہ چھپانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ملتی۔ مردود روایات کی ترویج کرنے والے ایک اور روایت پیش کرتے ہیں کہ شہاب الدین الابشیطی (۸۱۰ھ وفات ۸۸۳ھ) نامی شخص نے (بغیر کسی سند کے) نقل کیا ہے:
امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس ادا کی تو اس میں دعائے قنوت نہیں پڑھی۔ جب ان سے عرض کیا گیا تو فرمایا: اس قبر والے کے ادب کی وجہ سے دعائے قنوت نہیں پڑھی۔ (عقود الجمان ص ۳۶۳، الخیرات الحسان ص ۹۴ تذکرۃ النعمان ص ۴۴۰، ۴۴۱ سرتاج محدثین ص ۲۵۵)
یہ سارا قصہ بے سند، باطل اور موضوع ہے۔
اسی طرح محی الدین القرشی کا طبقات میں بعض (مجہول) تاریخوں سے عدمِ جہر بالبسملہ کا ذکر کرنا بھی بے سند ہونے کی وجہ سے موضوع اور باطل ہے۔
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے امام شافعی کے امام ابوحنیفہ کی قبر پر جانے والے قصے کا موضوع اور بے اصل ہونا

حدیثی اور عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ دیکھئے ''اقتضاء الصراط المستقیم'' (ص ۳۴۳، ۳۴۴ دوسرا نسخہ ص ۳۸۵، ۳۸۶)
جو شخص ایسا کوئی قصہ ثابت سمجھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے پیش کردہ قصے کی صحیح متصل سند پیش کرے۔ مجرّد کسی کتاب کا حوالہ کافی نہیں ہوتا۔

**تنبیہ بلیغ:** امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ سے امام ابوحنیفہ کی تعریف وثنا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے سراسر برعکس امام شافعی رحمہ اللہ سے امام ابوحنیفہ پر جرح باسند صحیح ثابت ہے دیکھئے آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم (ص ۱۷۱، ۱۷۲ وسندہ صحیح، ۲۰۱، ۲۰۲ وسندہ صحیح) تاریخ بغداد (۱۳/ ۴۳۷ وسندہ صحیح، ۲/ ۱۷۷، ۱۷۸ وسندہ صحیح) لہٰذا اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ امام شافعی کبھی امام ابوحنیفہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے ہوں۔ **وما علینا إلا البلاغ**

(۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ)

## بیماری کا علاج دَم اور اَذکار سے

**سوال:** اگر کوئی شخص جنات یا جادو کے اثر سے بیمار ہو تو کیا کسی عامل سے اس کا علاج کرانا جائز ہے؟ (ایک سائل)

**الجواب:** اگر کوئی شخص (جادو یا جنات کے اثر، وغیرہ کی وجہ سے) بیمار ہو تو اس کا علاج کرانا جائز ہے۔ اگر کسی عامل سے علاج کرائیں تو صحیح العقیدہ عامل کا انتخاب کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**من استطاع منکم أن ینفع أخاه فلیفعل**)) جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو ضرور پہنچائے۔ (صحیح مسلم: ۲۱۹۹ وترقیم دارالسلام: ۵۷۲۷)

نبی ﷺ نے فرمایا: ((**تداووا**)) علاج کرو (سنن ابی داود: ۳۸۵۵ وسندہ صحیح وصححہ الترمذی: ۲۰۳۸ والحاکم ۴/ ۳۹۹ والذہبی)

حرام (مثلاً شرکیہ منتروں) سے علاج نہیں کرنا چاہئے۔

طارق بن سوید الجعفی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے دوائیوں میں خمر (شراب) کے استعمال کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں منع کیا اور فرمایا: ((**إنه لیس بدواء ولکنه داء**)) یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۹۸۴ وترقیم دارالسلام: ۵۱۴۱)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''**إن اللہ عزوجل لم یجعل شفاء کم فیما حرّم علیکم**''
بے شک اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم پر حرام قرار دی ہیں اُن میں تمہارے لئے (کوئی) شفاء نہیں رکھی۔
(کتاب الاشربۃ للامام احمد: ۱۳۰ وسندہ صحیح، وصحیح البخاری قبل ح: ۵۶۱۴)

دَم اگر شرکیہ نہ ہو تو اس کا جواز صحیح حدیث سے ثابت ہے۔
(دیکھئے صحیح مسلم، الطب/ السلام، باب لابأس بالرُقی مالم یکن فیہ شرک، ح ۲۲۰۰ وترقیم دارالسلام: ۵۷۳۲)
ان دلائل و دیگر دلائل کی رُو سے یہ علاج کرانا صحیح اور جائز ہے۔ والحمدللہ

(۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ)

تصنیف: عمرو بن عبدالمنعم (الشامی) ترجمہ وتحقیق: حافظ زبیر علی زئی

# وضو اور اس کی بدعات

## ان بدعات میں سے (سر اور کانوں کے مسح کے بعد) گردن کا (الٹے ہاتھوں سے) مسح کرنا (بھی) ہے۔

بہت سے لوگ اس کام پر بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں اور اسے فرض یا سنت مؤکدہ سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ صرف ایک بُری اور خودساختہ بدعت ہے۔

نبی ﷺ سے وضو میں گردن کا (مذکورہ) مسح (قطعاً) ثابت نہیں ہے، نہ آپ کے کسی صحابی سے (یہ عمل) ثابت ہے اور نہ کسی قابل اعتماد عالم سے یہ بات ثابت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی ﷺ سے، وضو میں گردن کا مسح ثابت نہیں ہے اور نہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث مروی ہے، بلکہ وضو کی صحیح احادیث میں گردن کے مسح کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اسی لئے اسے جمہور علماء مثلاً (امام) مالک، شافعی، اور احمد نے اپنے ظاہر مذہب میں مستحب نہیں کہا۔ جس نے اسے مستحب کہا ہے اس کی دلیل وہ اثر ہے جو (سیدنا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یا وہ ضعیف حدیث ہے جس میں (سر کے مسح کے ساتھ) گردن تک مسح کا ذکر ہے۔ ایسی روایات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ جو (عمل صحیح) احادیث سے ثابت ہے اس کا معارضہ ایسی روایات سے کرنا صحیح نہیں ہے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے وضو میں گردن کا مسح نہ کیا اس کا وضو بالاتفاق صحیح ہے۔'' (الفتاوی الکبریٰ ۵۶/۱)

ابن القیم ''زاد المعاد'' (۱۹۵/۱) میں لکھتے ہیں: ''گردن کے مسح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے''۔

اور ''المنار المنیف'' (ص ۱۲۰) میں فرماتے ہیں: ''اور اسی طرح دورانِ وضو میں گردن کے مسح کی حدیث باطل ہے''۔

میں (عمرو بن عبدالمنعم) کہتا ہوں کہ (امام) نووی وغیرہ نے گردن کے مسح کو بدعت اور مسح والی حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

جو لوگ گردن کے مسح کے جواز کے قائل ہیں ان کا اعتماد، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث پر ہے جس میں آیا ہے کہ انھوں نے وضو کے دوران میں گردن پر مسح کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عُنُقَهُ، لَمْ يُغَلَّ بِالْأَغْلَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))

جس نے وضو کیا اور گردن کا مسح کیا، اسے قیامت کے دن طوق نہیں پہنایا جائے گا۔

اسے ابونعیم (اصبہانی) نے اپنی کتاب ''اخبار اصبہان'' (۱۱۵/۲) میں درج ذیل سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

'' حدثنا محمد بن أحمد بن محمد: حدثنا عبدالرحمٰن بن داود: حدثنا عثمان بن خرزاد: حدثنا عمرو بن محمد بن الحسن المكتب: حدثنا محمد بن عمرو بن عبيد الأنصاري عن

أنس بن سیرین عن ابن عمر به''

ابن عراق نے اپنی کتاب 'تنزیه الشریعة'' (۷۵/۲) میں کہا:

''اس حدیث کا ایک راوی، ابونعیم کا استاد ابوبکر المفید ہے۔اس کا وجود ہی اس روایت کے مردود ہونے کے لئے کافی ہے۔''

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ ابو بکر المفید (وضعِ حدیث کے ساتھ) متہم ہے جیسا کہ میزان الاعتدال للذہبی (۴۶۰/۳، ۴۶۱) اور لسان المیزان لابن حجر (۵۳/۵) میں لکھا ہوا ہے۔

(اس کا دوسرا راوی) محمد بن عمرو بن عبید الانصاری ہے، جسے یحییٰ القطان اور یحییٰ بن معین نے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن نمیر نے کہا: وہ کسی چیز کے برابر نہیں ہے۔

اور المکتب غالباً وہ راوی ہے جس کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں: ''منکر الحدیث'' یعنی وہ منکر احادیث بیان کرتا تھا۔ (تاریخ بغداد للخطیب ۲۰۴/۱۲، سنن الدارقطنی ۳۸/۱ ح ۸۴)

اس روایت کی ایک دوسری سند '' فلیح بن سلیمان عن نافع عن ابن عمر'' مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ تَوَضَأَ وَ مَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلىٰ عُنُقِهِ وُقِيَ الْغُلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) جس نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن طوق (اور زنجیریں) پہنائے جانے سے بچ جائے گا۔

اسے الرویانی نے ''البحر'' میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ''التلخیص الحبیر'' (۱۰۴/۱ ح ۹۸) میں لکھا ہوا ہے۔

الرویانی نے ابوالحسین بن فارس کے (منسوب) جزء میں پڑھا ہے۔ابن فارس نے اپنی (نامعلوم) سند سے یہ حدیث فلیح سے بیان کی ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: ''ابن فارس اور فلیح کے درمیان سند (ہمارے علم کے مطابق) موجود نہیں ہے جس کی تحقیق کی جائے۔'' (یعنی یہ روایت بلاسند ہے لہٰذا مردود ہے)

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ فلیح کے حافظہ میں کمزوری ہے۔

[راجح یہی ہے کہ فلیح بن سلیمان حسن الحدیث ہے۔یاد رہے کہ وہ روایت مذکورہ سے بری الذمہ ہے۔مترجم]

اس روایت کو شوکانی نے ''نیل الاوطار'' (۲۴۶/۱) میں احمد بن عیسیٰ کی ''امالی'' اور ''شرح التجرید'' سے منسوب کیا ہے لیکن ان کی سند کا دارومدار الحسین بن علوان عن ابی خالد الواسطی پر ہے۔روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

(( مَنْ تَوَ ضَأَ وَ مَسَحَ سَالِفَتَيْهِ وَقَفَا هُ أَمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) جس نے وضو کیا اور اپنی گردن کے دونوں طرف اور گدی کا مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق سے بچ جائے گا۔

اس کا راوی الحسین بن علوان کذاب (ہے) اور احادیث گھڑنے والا ہے۔ابن معین اور نسائی نے اسے ''کذاب'' کہا۔صالح جزرہ نے کہا: وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔[یہ قول صالح جزرہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے/ دیکھئے تاریخ بغداد ۶۳/۸ مترجم]

ابوخالد الواسطی: عمرو بن خالد القرشی ہے۔ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر نے کہا: ''متروک، ورماہ وکیع بالکذب'' یہ متروک ہے اسے وکیع نے کذاب کہا ہے۔ (تقریب التہذیب ۶۹/۲ رقم: ۵۰۲۱)

(ایک اور روایت میں) نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ''گردن کا مسح، طوق سے امان ہے''

امام نووی نے کہا:

''یہ موضوع ہے۔ نبی ﷺ کا کلام نہیں ہے'' (المجموع شرح المہذب ۴۸۹/۱)

حافظ ابن حجر ''التلخیص'' (۱۰۳/۱ ح ۹۷) میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث کو ابومحمد الجوینی (امام الحرمین) نے ذکر کر کے کہا ہے کہ محدثین کرام اس روایت کی سند سے راضی نہیں ہیں، لہٰذا اس فعل کے بارے میں یہ تردد ہے کہ یہ سنت ہے یا ادب؟

اس بات پر تعاقب کرتے ہوئے امام ...... نے کہا: اس روایت کے حکم کے بارے میں کوئی تردد نہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ قاضی ابوالطیب نے کہا: اس بارے میں کوئی سنت ثابت نہیں ہے تقریباً یہی بات قاضی حسین اور الفورانی نے کہی ہے۔

یہ حدیث جب غزالی نے ''الوسیط'' میں ذکر کی تو ابن الصلاح نے رد کرتے ہوئے کہا:

یہ حدیث نبی ﷺ سے (باسند صحیح یا حسن) معلوم نہیں ہے۔ بلکہ یہ بعض علمائے سلف کا قول ہے۔

''بعض علمائے سلف کے قول'' سے ابن الصلاح کی مراد غالباً اس روایت سے ہے جسے ابوعبید (القاسم بن سلام) نے کتاب ''الطہور'' میں عبدالرحمٰن بن مہدی عن المسعودی عن القاسم بن عبدالرحمٰن عن موسیٰ بن طلحہ (کی سند) سے روایت کیا ہے:

(( مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) جس نے سر کے ساتھ اپنی گدی کا مسح کیا، وہ قیامت کے دن طوق پہنائے جانے سے بچ جائے گا۔

میں (حافظ ابن حجر) نے کہا کہ اس کا احتمال ہے کہ اگرچہ یہ موقوف (بلکہ مقطوع) ہے لیکن اس کا حکم مرفوع حدیث کا حکم ہے کیونکہ ایسی بات کا تعلق رائے سے نہیں ہے۔ لہٰذا یہ روایت مرسل ہے۔''

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ یہ مقطوع روایت (امام ابوعبید کی کتاب) ''الطہور'' (۳۸۶) میں ہے۔ (اس کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ) المسعودی کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا۔ ابن مہدی کا اس سے سماع آخری زمانے کا ہے (اور) اس روایت میں اضطراب (بھی) ہے۔ ابوعبید نے حجاج سے اس نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے اس کا قول بیان کیا ہے۔ حجاج نے کہا: ''مجھے اس روایت میں موسیٰ بن طلحہ کا نام یاد نہیں ہے'' لہٰذا اس قول کی سلف صالحین کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے۔

امام بیہقی نے ''السنن الکبریٰ'' (۶۰/۱) میں جو روایت ''ابواسرائیل عن فضیل بن عمرو عن مجاہد عن ابن عمر'' کی سند سے بیان کی ہے کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سر کے مسح کے ساتھ گدی کا مسح بھی کرتے تھے، ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا راوی ابواسرائیل اسماعیل بن خلیفہ الملائی ضعیف الحدیث ہے۔ یہ (صحابہ کو) گالیاں دیتا تھا (اور) اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے

جو صحابہ کو گالیاں دیتا ہے۔
امام بغوی کا خیال ہے کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب ہے، (لیکن) ابن الرفعہ کہتے ہیں: ''ان کے پاس، اس کے مستحب ہونے پر کوئی حدیث یا صحابی کا قول (تک) بھی نہیں ہے (اور) یہ ایسی بات ہے جس میں قیاس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔''
ابن الرفعہ پر تعاقب (رد) کرتے ہوئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:
''ہوسکتا ہے، گردن کے مسح کو مستحب کہنے میں، بغوی کی دلیل وہ حدیث ہو جسے احمد بن حنبل اور ابوداود نے (لیث بن ابی سلیم عن) طلحہ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کا مسح کیا حتیٰ کہ آپ گدی اور گردن تک جا پہنچے۔ (لیکن یاد رہے کہ) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔''
مؤلفِ کتاب کہتا ہے کہ اس کا راوی مصرف ''مجہول'' ہے۔ (التقریب ۲/۵۲۱ رقم: ۶۶۸۵) اور لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شوکانی کا ''نیل الاوطار'' (۱/۲۴۶) میں یہ قول:
''اس سے معلوم ہوا کہ نووی کا قول: گردن کا مسح بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے، باطل ہے۔''
بذاتِ خود باطل ہے کیونکہ اس سلسلہ کی تمام روایات (باطل یا) مردود ہیں۔ واللہ اعلم
[یاد رہے کہ ان ضعیف روایات کا تعلق سر اور کانوں کے مسح کے ساتھ، گردن پر مسح کرنے سے ہے۔ رہا بعض لوگوں کا سر اور کانوں کے مسح کے بعد الٹے ہاتھوں سے گردن کا مسح کرنا تو اس پر کوئی ضعیف روایت بھی موجود نہیں ہے۔ مترجم]

## وضو کی خبیث ترین بدعات میں سے، جرابوں پر مسح میں تنگی (اور انکار) ہے۔

بہت سے لوگ، طہارت اور وضو کے بعد، پہنی ہوئی جرابوں پر مسح کرنے میں (سخت) حرج (تنگی) محسوس کرتے ہیں حالانکہ بعض سلف صالحین کے نزدیک جرابیں موزوں کے قائم مقام ہیں۔
ہم نے اسے اس لئے خبیث ترین بدعت کہا ہے کیونکہ اس سے رسول اللہ ﷺ سے مروی، اس صحیح حدیث کی مخالفت ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا تھا۔ اسی طرح اس (بدعت) سے جماعتِ صحابہ سے ثابت شدہ اس بات کی (بھی) مخالفت ہوتی ہے کہ وہ جرابوں کو موزوں کے قائم مقام سمجھتے اور ان پر مسح کرتے تھے۔ اب اس بات کی تفصیل سن لیں:
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔
[ابوداود کتاب الطہارۃ باب المسح علی الجوربین ح ۱۵۹، اس میں سفیان ثوری مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں (لہٰذا یہ سند ضعیف ہے) لیکن یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ خاص طور پر جب اجماعِ صحابہ بھی اس کا مؤید ہے تو صحیح ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟/مترجم]
یہ حدیث صحیح و ثابت ہے، اسے ابن حزم نے صحیح کہا۔ حافظ اسماعیلی نے فرمایا کہ اس کی سند بخاری کی شرط پر صحیح

ہے لہٰذا امام بخاری کو یہ چاہئے تھا کہ صحیح بخاری میں درج کرتے۔ (النکت الظراف لابن حجر ۸/۴۹۳)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''زادالمعاد'' (۱/۱۹۹) میں کہا:

''اور نبی ﷺ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا ہے۔'' یہ قول اس کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک مغیرہ بن شعبہ کی حدیث صحیح ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے (اس مسئلہ میں) آثار (بہت زیادہ ہیں)۔

ابن المنذر النیسابوری نے ''الاوسط'' (۱/۴۶۴) میں امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

''سات یا آٹھ صحابۂ کرام نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔''

ان جلیل القدر صحابۂ کرام میں سے بعض کی روایات درج ذیل ہیں:

① علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عمرو بن حریث نے کہا: میں نے دیکھا، علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا، اسے ابن ابی شیبہ (۱/۱۸۹ ح ۱۹۸۶ وفی سندہ تصحیف) اور ابن المنذر (الاوسط ۱/۴۶۲) نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

② البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

مصنف عبدالرزاق (۷۷۸) مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۸۹ ح ۱۹۸۴) الاوسط لابن المنذر (۱/۴۶۳) اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۲۸۵) میں ''الأعمش عن إسماعیل بن رجاء عن رجاء بن ربیعة الزبیدي'' کی سند سے مروی ہے کہ میں (رجاء) نے دیکھا، براء (رضی اللہ عنہ) نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔ اس کی سند حسن ہے۔ [الاعمش صرح بالسماع]

③ انس بن مالک رضی اللہ عنہ

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک انس رضی اللہ عنہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۱۸۸ ح، الاوسط ۱/۴۶۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۱/۲۴۴) اس کی سند صحیح ہے (قتادہ مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے)

④ ابو مسعود رضی اللہ عنہ

عبدالرزاق (۷۷۷) اور ابن المنذر نے ''الأعمش عن إبراهیم عن همام بن الحارث عن أبي مسعود'' کی سند سے روایت کیا ہے کہ ابو مسعود (عقبہ بن عمرو البدری الانصاری) رضی اللہ عنہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ اس کی سند صحیح ہے۔

[اس روایت کی سند اعمش کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۸۹ ح ۱۹۸۷ میں اس کا صحیح شاہد ہے لہٰذا یہ روایت بھی اس شاہد کی وجہ سے صحیح لغیرہ ہے۔]

⑤ ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ

ابن ابی شیبہ (۱۹۷۹ وسندہ حسن) اور ابن المنذر (۱/۴۶۳) نے حماد بن سلمہ عن ابی غالب والی حسن سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ میں (ابو غالب) نے ابو امامہ کو جرابوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

[سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۸۹ ح ۱۹۹۰ وسندہ حسن]

ابن ابی شیبہ (۱/۱۹۰ ح ۱۹۹۲) نے حسن سند کے ساتھ نافع مولیٰ ابن عمر سے اور صحیح سند کے ساتھ ابراہیم النخعی سے نقل کیا کہ جرابیں موزوں کے حکم میں ہیں [ابراہیم نخعی والا قول تو نہیں ملا لیکن ابن ابی شیبہ ۱/۱۸۸ ح ۱۹۷۷ نے صحیح سند سے نقل کیا کہ ابراہیم (نخعی) جرابوں پر مسح کرتے تھے] اور یہی قول احمد بن حنبل کا مذہب ہے اور اسے ہی ابن المنذر نے عطاء، سعید بن المسیب، ابراہیم النخعی، سعید بن جبیر، الاعمش، سفیان ثوری، حسن بن صالح، ابن المبارک، زفر بن الہذیل اور اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے۔ (۱/۴۶۵)

## جرابوں اور موزوں پر مسح کی بدعات میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں مثلاً:

### ۱۔ ظاہر اور باطن (اوپر اور نیچے) مسح کرنا۔

یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ سنت کے خلاف ہے۔

(حافظ) ابن القیم فرماتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں کے اوپر مسح کرتے تھے۔ آپ سے صحیح سند کے ساتھ موزوں کے نیچے مسح کرنا ثابت نہیں ہے۔ اس بارے میں جو حدیث آئی ہے اس کی سند منقطع ہے اور یہ روایت صحیح احادیث کے مخالف بھی ہے۔'' (زاد المعاد ۱/۱۹۹)

یہی بات مغیرہ رضی اللہ عنہ کی جرابوں پر مسح والی حدیث میں آئی ہے۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی (بیان کردہ) حدیث میں ہے: (( **رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَ مَسَحَ عَلٰی خُفَّیْہِ** )) میں نے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں کے اوپر مسح کیا۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الخفاف ح ۳۸۷ و صحیح مسلم، الطہارۃ باب المسح علی الخفین ح ۲۷۲)

''عَلٰی'' کا (ظاہر) مفہوم ''اوپر'' ہے لہٰذا اس حدیث سے جراب یا موزہ کے اوپر مسح کرنے کا ثبوت واضح ہوتا ہے۔ البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے کہ وہ (اپنے موزوں یا جرابوں پر) اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ، اوپر نیچے صرف ایک دفعہ مسح کرتے تھے۔ (الاوسط لابن المنذر ۱/۴۵۲، اس کی سند صحیح ہے/ اس میں عبدالرزاق راوی مدلس ہے اور سند عن سے ہے۔ بیہقی [۱/۲۹۱] نے حسن سند کے ساتھ نقل کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما موزے کے نیچے اور اوپر مسح کرتے تھے)

یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و ثابت سنت کے مخالف ہے اور غالباً یہ اس پر ہی محمول ہے کہ انھیں درج بالا حدیث نہیں پہنچی تھی۔ یہ مسئلہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ بعض ایسی احادیث ہیں جو بعض صحابہ کو اگر معلوم تھیں تو دوسروں کو ان کا علم ہی نہیں تھا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بعض روایات میں یہ صراحتاً آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، موزوں پر، نیچے کے بجائے (صرف) اوپر ہی مسح کرتے تھے لیکن یہ ساری روایات (بلحاظ سند) ضعیف ہیں۔ ہم انھیں

یہاں دووجہ سے ذکر کررہے ہیں:

ا: ان کا ضعیف ہونا واضح کر دیں۔

۲: کوئی یہ نہ کہہ دے کہ تم سے اس مقام پر ایسی صحیح احادیث رہ گئی ہیں جو تمھارے قول کی واضح دلیل ہیں۔توفیق دینا اللہ ہی کا فضل وکرم ہے۔

موزوں پر مسح کی احادیث (بلحاظ مسح) عام ہیں۔ نیچے یا اوپر مسح کی صراحت کے ساتھ صرف تین احادیث مروی ہیں:

① الفضل بن مبشر نے کہا: ''میں نے دیکھا۔ جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) نے وضو کیا۔آپ نے صرف ایک دفعہ ہی موزوں کے اوپر مسح کیا پھر (اس وضو کی حالت میں جتنی نمازیں آئیں) ساری نمازیں (بغیر نئے وضو کے) پڑھیں اور فرمایا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میں اسی طرح کر رہا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔'' (الاوسط لابن المنذر ۱/۴۵۴) یہ روایت مسح کے ذکر کے بغیر سنن ابن ماجہ (ح ۵۱۱) میں بھی موجود ہے۔

اس روایت کا راوی فضل بن مبشر (محدثین کے نزدیک) حدیث میں ضعیف ہے۔

② عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے انھوں نے عروہ بن الزبیر سے، انھوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم موزوں کے ظاہر پر (یعنی اوپر) مسح کر رہے تھے۔

(سنن ابی داود: ۱۶۱ وسندہ حسن، سنن ترمذی: ۹۸ وقال: ''حدیث حسن'')

امام ترمذی نے کہا: ''یہ روایت عبدالرحمٰن کے علاوہ کسی اور نے بیان نہیں کی ہے۔'' یعنی اس کلام سے امام ترمذی نے عبدالرحمٰن کی زیادت کے منکر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بات وہی ہے جو امام ترمذی نے کہی ہے کیونکہ ابن ابی الزناد کے حافظہ میں (محدثین کا) کلام ہے لہٰذا ایسے راوی کی زیادت مذکورہ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ محفوظ یہی ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ظاہر اور اوپر کے الفاظ نہیں ہیں۔

[تنبیہ: عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے بارے میں راجح یہی ہے کہ وہ سلیمان بن داود الہاشمی کی روایت میں صحیح الحدیث اور دوسرے شاگردوں کی روایت میں حسن الحدیث ہے دیکھئے میری کتاب ''نور العینین'' ص ۸۳، ۸۴ اور سیر اعلام النبلاء (۸/ ۱۶۸، ۱۶۹) لہٰذا اس سند پر جرح صحیح نہیں ہے/ مترجم]

③ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ موزوں کے اوپر مسح کر رہے تھے۔

(سنن ابی داود ۱۶۲۔۱۶۴ واسانیدہ ضعیفۃ)

اس کا راوی ابو اسحاق السبیعی مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ (لہٰذا یہ سند ضعیف ہے)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے یہ (بھی) مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موزے کے نیچے اور اوپر (دونوں جگہوں پر) مسح کیا ہے۔

(سنن ابی داود: ۱۶۵، سنن ترمذی: ۹۷، سنن ابن ماجہ: ۵۵۰، الاوسط لابن المنذر ۱/ ۴۵۳، ۴۵۴/ ۴۵۴/ وسندہ ضعیف)

امام ترمذی نے کہا: ''یہ حدیث معلول (یعنی ضعیف) ہے۔ اسے ولید بن مسلم کے علاوہ کسی دوسرے نے ثور بن یزید سے مسنداً (سند سے) روایت نہیں کیا۔ ابوزرعہ اور (امام) بخاری دونوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ یہی روایت عبداللہ بن المبارک نے ثور عن رجاء بن حیوۃ قال: حدثت عن کاتب المغیرۃ عن النبی ﷺ مرسلاً بیان کی ہے۔ اس میں مغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔''

امام ابوداود نے اس حدیث (کے ضعیف ہونے کی) ایک اور علت (وجۂ ضعف کی دلیل) بیان کی ہے: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثور نے یہ روایت رجاء بن حیوۃ سے نہیں سنی تھی۔''

ابن المنذر نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

## ۲۔ موزوں یا جرابوں پر، ایک سے زیادہ بار مسح کرنا۔

مسنون یہی ہے کہ موزوں پر ایک ہی دفعہ مسح کیا جائے۔ آپ ﷺ سے، ایک سے زیادہ بار مسح کرنا ثابت نہیں ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ مسح کرتے تھے جیسا کہ گزر چکا ہے (ص ۵۶) یہ بھی یاد رکھیں کہ مسح، دھونے کے خلاف عمل ہے۔ دھونے میں خوب صفائی مقصود ہوتی ہے جو مسح میں مطلوب نہیں، اس لئے بار بار دھونے کی طرح بار بار مسح کرنا صحیح نہیں ہے۔

## ۳۔ موزے یا جرابیں اتار کر (خواہ مخواہ) پاؤں کا دھونا۔

بعض لوگ اپنے آپ کو خود ساختہ مشقت میں مبتلا کر کے جہل مرکب کے مرتکب بن جاتے ہیں۔

(اصل کتاب ''السنن والمبتدعات فی العبادات'' میں) ص ۲۲ پر صحیح حدیث گزر چکی ہے: ''بے شک اللہ یہ (اسی طرح) پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح کہ وہ ناپسند کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے۔''

(صحیح، مسند احمد ۲/ ۱۰۸، صحیح ابن خزیمہ: ۹۵۰، صحیح ابن حبان، الموارد: ۵۴۵ وسندہ حسن وللحدیث شواہد کثیرۃ)

وہ عبادات جن میں دونوں صورتیں جائز ہوں (ان میں) بے معنی تکلفات سے منع کیا گیا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (( نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ )) ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب ما یکرہ من کثرۃ السوال ح ۷۲۹۳)

ابن القیم نے ''زاد المعاد'' (۱/ ۱۹۹) میں کہا:

''نبی ﷺ (جرابوں اور موزوں وغیرہ میں) اپنے حال کے خلاف بے جا تکلف نہیں کرتے تھے۔ اگر آپ کے پاؤں میں موزے ہوتے تو اتارنے کے بغیر ہی ان پر مسح کر لیتے اور اگر آپ کے پاؤں ننگے ہوتے تو انھیں دھو لیتے۔ اس مسئلہ میں مسح افضل ہے یا دھونا؟ (تو اس میں) یہی قول سب سے زیادہ راجح ہے کہ اگر پاؤں ننگے ہوں تو دھو لے

اور اگر موزے یا جرابیں ہوں تو مسح کرلے۔ یہی بات ہمارے استاد (امام ابن تیمیہ) نے فرمائی ہے۔''

میرے ساتھ طالب علمی کے ابتدائی زمانہ میں ایک عجیب حادثہ رونما ہوا۔ میں بری (خشکی کے) راستے سے، اپنے (دینی) بھائیوں کے ساتھ، کویت سے عمرہ ادا کرنے کے لئے چلا تھا۔ اتنی شدید سردی تھی کہ درجۂ حرارت صفر سنٹی گریڈ تک گر جاتا تھا۔ میں نے ایک اعلان کرنے والے کو یہ منادی کرتے ہوئے سنا: ''اپنی جرابیں اتار دو اور عزیمت پر عمل کرتے ہوئے اپنے پاؤں دھولو۔'' مجھے تعجب ہوا کہ شیطان نے کس طرح اس کمزور اور فاسد رائے کو اس شخص کے دل میں ڈال رکھا ہے، جس کی بنا پر وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بھی مقدم کر رہا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ دوسروں کو اس کی دعوت بھی دے رہا ہے۔ جن بے چاروں کو ان مسائل کا کوئی علم نہیں ان کے نزدیک رخصت اور عزیمت میں کوئی فرق نہیں۔ لوگوں کے اس طرزِ عمل کی شکایت، ہم اللہ ہی سے کرتے ہیں۔

## ۴۔ پھٹی ہوئی جراب یا موزے پر مسح نہ کرنا۔

(لوگوں کا) یہ طرزِ عمل سلف صالحین اور محقق علماء کے خلاف ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں:

''اس وقت تک مسح کرتے رہو جب تک وہ (موزے) تیرے پاؤں سے لٹکے رہیں، کیا تجھے معلوم نہیں کہ مہاجرین اور انصار کے موزے پھٹے ہوئے ہی ہوتے تھے۔''؟ (مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۱۹۴ ح۷۵۳، البیہقی ۱/۲۸۳)

اسی بات کو شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''دو اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ لفافوں پر مسح جائز ہے اسے ابن قیم وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور پھٹے ہوئے موزے پر اس وقت تک مسح جائز ہے جب تک اسے موزہ کہا جائے اور اس میں چلنا ممکن ہو۔ امام شافعی کا یہی قدیم فتویٰ ہے۔ ابوالبرکات وغیرہ علماء نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔'' (الاختیارات العلمیۃ ۴/ ۳۹۰)

## وضو کی بدعات میں سے بعض طالب علموں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وضو کے بعد جسم (اعضائے وضو) کو خشک نہ کرنا مسنون ہے۔

بعض طالب علم اس سلسلے میں ابن قیم رحمہ اللہ کے قول کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں: ''نبی ﷺ وضو کے بعد اپنے اعضائے وضو کو خشک نہیں کرتے تھے۔ اس بارے میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔'' (زاد المعاد ۱/ ۱۹۵)

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ (یہ تسلیم ہے کہ) امام ابن قیم بہت بڑے محقق امام تھے لیکن اصول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سوا ہر شخص کی بات قبول بھی ہو سکتی ہے اور رد بھی۔

محققین کے نزدیک حافظ ابن قیم کا قولِ مذکور پیشِ نظر ہے۔ اس لئے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے اس فعل کا جواز مروی ہے جسے ابن ماجہ (۴۶۸، ۳۵۶۴) نے محفوظ بن علقمہ عن سلمان (الفارسی) رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا۔ آپ نے اپنا اُونی جبہ الٹا کیا پھر اس کے ساتھ اپنا چہرہ (مبارک صاف کیا) پونچھ لیا۔''

بوصیری نے ''مصباح الزجاجۃ'' (۱۲۰/۱) میں لکھا ہے:

''اس کی سند صحیح ہے۔ اس کے (تمام) راوی ثقہ ہیں (لیکن) محفوظ کے سلمان سے سماع میں نظر ہے۔''

حالانکہ میرے علم کے مطابق کسی نے بھی محفوظ کی سلمان (رضی اللہ عنہ) سے روایت کو منقطع نہیں کہا سوائے امام مزی کے، انھوں نے ''تھذیب الکمال'' میں لکھا ہے: ''یہ کہا جاتا ہے کہ محفوظ کی سلمان (فارسی) سے روایت مرسل ہے۔'' مزی نے یہ بات صیغۂ تمریض سے کہی ہے گویا ان کے نزدیک (بھی) یہ قول ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اس قول پر کوئی دلیل ہے ہی نہیں اور نہ کسی فن حدیث کے امام نے ایسا کلام کیا ہے۔ [چونکہ محفوظ کی سلمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے لہٰذا مترجم کی تحقیق میں یہ روایت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم] اس کے جواز پر دیگر احادیث بھی ہیں مگر ان میں سے ایک حدیث بھی ثابت نہیں ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ سے اس باب میں کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہے۔'' (سنن ترمذی: ح ۵۳)

ترمذی کا یہ بیان اگر انقطاع کی وجہ سے ہے تو فبہا ورنہ قابل سماعت نہیں ہے۔

رہا ابن قیم کا یہ قول کہ ''بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے'' تو اس کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''(وضو کے بعد) نبی ﷺ کے پاس رومال لایا گیا تو آپ نے اسے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور اپنے ہاتھوں سے وضو کا پانی جھاڑتے رہے۔'' (صحیح بخاری کتاب الغسل باب نفض الیدین عن الغسل عن الجنابۃ ح ۲۷۶، وغیرہ وصحیح مسلم کتاب الحیض باب صفۃ غسل الجنابۃ ح ۳۱۷)

حالانکہ اس حدیث کا تعلق غسل کے ساتھ ہے وضو کے ساتھ نہیں اور اگر وضو سے بھی ہوتا تو یہ ممانعت کی دلیل نہیں ہے۔ حافظ ابن المنذر رفرماتے ہیں: ''یہ حدیث ممانعت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ آپ نے اعضائے وضو پونچھنے سے منع نہیں کیا۔ آپ بعض اوقات ایسے مباح کام چھوڑ دیتے تھے جن سے امت کی مشقت کا ڈر ہوتا۔'' (الاوسط ۴۱۹/۱)

ابن المنذر رکا یہ کتنا بہترین کلام ہے۔ تقریباً اسی جیسا کلام امام احمد رحمہ اللہ سے ثابت ہے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں: ''میں نے اپنے ابا سے پوچھا کہ کیا وضو کے بعد رومال (اور تولیا وغیرہ) استعمال کر سکتے ہیں؟

فرمایا: جی ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے کہا: میمونہ رضی اللہ عنہا والی حدیث (کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے)؟ تو فرمایا: یہ روایت ممانعت پر واضح (دلیل) نہیں ہے۔''

عبداللہ کہتے ہیں: ''میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ میرے ابا جان (یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) وضو کے بعد رومال یا کپڑے سے اپنے اعضاء خشک کرتے تھے۔'' (مسائل عبداللہ: ۱۰۵)

اس بارے میں انس رضی اللہ عنہ سے حسن سند کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ وضو کے بعد رومال کے ساتھ اپنا چہرہ پونچھتے تھے۔

(الاوسط لابن المنذر ۱/۴۱۵ وسندہ حسن)

بعض علماء نے اسے جو مکروہ کہا ہے اس پر (ان کے پاس) کوئی دلیل نہیں ہے۔ سلمان فارسی کی مرفوع حدیث اور انس رضی اللہ عنہما کا عمل اس کے جواز کی دلیل ہے۔

## وضو کے پانی میں اسراف

یہ پرانی بدعت ہے جس سے صرف وہی لوگ بچتے ہیں جن پر اللہ کا (خاص) رحم (وکرم) ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ وضو (اور تمام عبادات) کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہی بہترین اور کامل طریقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے پانی میں مکمل کفایت شعاری سے کام لیتے تھے۔ ایک مُد یا اس سے کچھ کم سے وضو فرماتے تھے۔

سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلو پانی) کے ساتھ غسل جنابت اور ایک مد (تقریباً چوتھائی صاع) سے وضو کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضوء باب الوضوء بالمد ح ۲۰۱، صحیح مسلم، الطہارۃ باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ ح ۳۲۵)

ام عمارہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ آپ کے پاس پانی کا جو برتن تھا اس میں تقریباً دوتہائی مد پانی تھا۔''

مُدّ اتنا ہوتا ہے کہ اس سے آدمی کی دونوں ہتھیلیاں بھر جائیں۔ بتائیں، ہمارے زمانے میں ایسا کون شخص ہے جو اتنے پانی سے وضو کرتا ہو؟

امام احمد رحمہ اللہ (کیا خوب) فرماتے ہیں:

''انسان کے کم عقل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ وہ وضو میں بہت زیادہ پانی استعمال کرتا ہے۔'' امام احمد کے شاگرد، المیمونی نے کہا: ''میں وضو میں بہت زیادہ پانی استعمال کرتا تھا تو امام احمد نے مجھے (بطورِ انکار) کہا: کیا تو ایسا طرز عمل روا رکھتا ہے؟ یعنی وسوسوں میں مبتلا ہے؟ تو میں نے یہ طرز عمل چھوڑ دیا۔''

(اغاثۃ اللہفان لابن القیم ۱/۱۶۱ دوسرا نسخہ ۱/۱۴۱، ۱۴۲، اس قول کی سند معلوم نہیں ہے۔)

### ''اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ'' ؟

ابو معاذ

بعض لوگ ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (( اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ )) مزدور اللہ کا محبوب (دوست) ہے۔

بعض علاقوں میں اسے بڑے بورڈوں پر لکھ کر عوام الناس کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کوئی حدیث نہیں ہے اور نہ کسی مستند عالم کا قول ہے۔ اسے چودھویں پندرھویں صدی ہجری میں بعض جھوٹے لوگوں نے گھڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ حدیث کی کسی کتاب میں اس موضوع و مردود روایت کا کوئی وجود نہیں ہے لہٰذا اسے بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

حافظ شیر محمد

# سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: ''هما ريحا نتاي من الدنيا '' وہ دونوں دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔ (صحیح البخاری:۳۷۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (( حسين مني وأنا من حسين، أحبّ الله من أحبّ حسيناً، حسين سبط من الأسباط )) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین میری نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔ (سنن الترمذی:۳۷۷۵ وقال : هذا حديث حسن ، مسند احمد ۱۷۲/۴، ماہنامہ الحدیث:۲۴ ص ۴۸، یہ روایت حسن لذاتہ ہے)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ (مباہلے والی) آیت ﴿ نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ ﴾ اور (مباہلے کے لئے) ہم اپنے بیٹے بلائیں تم اپنے بیٹے بلاؤ۔ (ال عمران:۶۱) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو بلایا اور فرمایا: (( اَللّٰهُمَّ هؤُ لاء أهلي )) اے اللہ! یہ میرے اہل (بیت) ہیں۔
(صحیح مسلم:۳۲/۲۴۰۴ و ترقیم دارالسلام:۶۲۲۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کے کجاوں جیسی دھاریوں والی ایک اونی چادر تھی تو حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) تشریف لائے، آپ نے انھیں چادر میں داخل کرلیا۔ پھر حسین (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، وہ چادر کے اندر داخل ہوگئے۔ پھر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لائیں تو انھیں آپ نے چادر کے اندر داخل کرلیا، پھر علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو انھیں (بھی) آپ نے چادر کے اندر داخل کرلیا۔

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ﴿ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾ اے اہلِ بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کردے اور تمھیں خوب پاک صاف کردے۔ [الاحزاب:۳۳]
(صحیح مسلم:۶۱/۲۴۲۴ و دارالسلام:۶۲۶۱)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نساؤه من أهل بيته ولكن أهل بيته من حرم الصدقة بعده '' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت میں سے ہیں لیکن (اس حدیث میں) اہلِ بیت سے مراد وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ (لینا) حرام ہے یعنی آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس (صحیح مسلم:۲۴۰۸ و ترقیم دارالسلام:۶۲۲۵)

سیدنا واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دائیں طرف فاطمہ کو اور بائیں طرف علی کو بٹھایا اور اپنے سامنے حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) کو بٹھایا (پھر) فرمایا: ﴿ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ

اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ﴾ اے اہلِ بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دُور کر دے اور تمھیں خوب پاک وصاف کر دے۔ (الاحزاب: ۳۳) اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۹۳۷/۶۹۷۶، الموارد: ۲۲۴۵، ومسند احمد ۱۰۷/۴ وصححہ البیہقی ۱۵۲/۲ والحاکم ۱۴۷/۳ ح ۴۷۰۶ علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی علیٰ شرط مسلم والحدیث سندہ صحیح)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: ''اللھم ھؤلاء أھل بیتي'' اے میرے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ (المستدرک ۴۱۶/۲ ح ۳۵۵۸ وسندہ حسن وصححہ الحاکم علیٰ شرط البخاری)

مسند احمد (۲۹۲/۶ ح ۲۶۵۰۸ ب) میں صحیح سند سے اس حدیث کا شاہد (تائیدی روایت) موجود ہے۔ سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کے اہلِ بیت میں ہونے کے بیان والی حدیث عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ (ترمذی: ۳۷۸۷ وسندہ حسن) سے مروی ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ کو فرمایا: ''أنت من أھلي'' تو میرے اہل (بیت) سے ہے۔ (مشکل الآثار للطحاوی / تحفۃ الاخیار ۴۷۱/۸ ح ۶۱۴۷ وسندہ حسن)

مختصر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا اہلِ بیت میں سے ہونا صحیح قطعی دلائل میں سے ہے، اس کے باوجود بعض بدنصیب حضرات ناصبیت کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ''یہ اہلِ بیت میں سے نہیں ہیں''!!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((الحسن والحسین سیدا شباب أھل الجنۃ)) حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (مسند احمد ۳/۳ ح ۱۰۹۹۹ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ وسندہ صحیح، النسائی فی الکبریٰ: ۸۵۲۵ وفی خصائص علی: ۱۴۰)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس فرشتے (جبریل علیہ السلام) نے مجھے خوش خبری دی کہ ''وأن الحسن والحسین سیّدا شباب أھل الجنۃ'' اور بے شک حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی: ۳۷۸۱ واسنادہ حسن، وقال الترمذی: ''حسن غریب'' وصححہ ابن حبان، الموارد: ۲۲۲۹ وابن خزیمہ: ۱۱۹۴ والذہبی فی تلخیص المستدرک ۳۸۱/۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الحسن والحسین سیدا شباب أھل الجنۃ وأبوھما خیر منھما)) حسن اور حسین اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے ابا (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) ان دونوں سے بہتر ہیں۔ (المستدرک للحاکم ۱۶۷/۳ ح ۴۷۷۹ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

''سید اشباب أھل الجنۃ'' والی حدیث متواتر ہے۔ (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۲۰۷ ح: ۲۳۵، قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ للسیوطی ص ۲۸۶ ح: ۱۰۵، لقط اللآلی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ للزبیدی ص ۱۴۹ ح: ۴۵)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((ھذان ابناي وابنا ابنتي، اللھم إني أحبھما فأحبھما وأحبّ من یحبّھما)) یہ دونوں (حسن وحسین) میرے بیٹے اور نواسے ہیں، اے میرے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں

سے محبت کر اور جو اِن سے محبت کرے تُو اس سے محبت کر۔
(الترمذی:۳۷۶۹ وسندہ حسن وقال: ''هذا حديث حسن غريب'' فیہ موسیٰ بن یعقوب الزمعی حسن الحدیث وثقہ الجمہور)
عطاء بن یسار (تابعی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں ایک آدمی (صحابی) نے بتایا: انھوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کو سینے سے لگا کر فرما رہے تھے: ((اللهم إني أحبهما فأحبهما)) اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو (بھی) ان دونوں سے محبت کر۔ (مسند احمد ۵/۳۶۹ ح ۲۳۱۳۳ وسندہ صحیح)
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أحبوا الله لما يغذوكم من نعمه، وأحبوني بحب الله، وأحبوا أهل بيتي لحبي)) اللہ تمھیں جو نعمتیں کھلاتا ہے اُن کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو، اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔
(الترمذی:۳۷۸۹ وسندہ حسن، وقال الترمذی: ''حسن غريب'' وصححہ الحاکم ۳/۱۵۰ ح ۴۷۱۶ ووافقہ الذہبی وقال المزی: ''هذا حديث حسن غريب'' / تہذیب الکمال ۱۰/۱۹۹، عبداللہ بن سلیمان النوفلی وثقہ الترمذی والحاکم والذہبی فھو حسن الحدیث)
سیدنا الامام ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ارقبوا محمدًا ﷺ في أهل بيته''
محمد ﷺ کے اہلِ بیت (سے محبت) میں آپ کی محبت تلاش کرو۔ (صحیح بخاری:۳۷۵۱)
سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من أحبهما فقد أحبني ومن أبغضهما فقد أبغضني)) جس شخص نے ان (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بُغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بُغض کیا۔ (مسند احمد ۲/۴۴۰ ح ۹۶۷۳ وفضائل الصحابۃ لاحمد: ۱۳۷۶ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم ۳/۱۶۶ ح ۴۷۷۷ ووافقہ الذہبی / عبدالرحمٰن بن مسعود الیشکری وثقہ ابن حبان ۵/۱۰۶ والحاکم والذہبی وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۵/۲۴۰: ''وهو ثقة'' فحدیثہ لا ینزل عن درجۃ الحسن)
اس روایت کو دوسری جگہ حافظ ذہبی نے قوی قرار دیا ہے۔ (دیکھئے تاریخ الاسلام ۵/۹۵ وقال: ''وفي المسند بإسناد قوي'')
ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تشریف لے آئے تو آپ منبر سے اُتر گئے اور انھیں پکڑ کر اپنے سامنے لے آئے، پھر آپ نے خطبہ شروع کر دیا۔ (الترمذی: ۳۷۷۴ وسندہ حسن، ابوداود: ۱۱۰۹، النسائی ۳/۱۰۸ ح ۱۴۱۴، وقال الترمذی: ''هذا حديث حسن غريب'' وصححہ الطبری فی تفسیرہ ۲۸/۸۱ وابن خزیمہ: ۱۴۵۶، ۱۸۰۱ وابن حبان، موارد الظمآن: ۲۲۳۰ والحاکم ۱/۲۸۷، ۴/۱۸۹ ووافقہ الذہبی، وقال الذہبی فی تاریخ الاسلام ۵/۹۷: ''إسناده صحيح'')
سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبے کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے فرمایا: ''هذا أحب أهل الأرض إلى أهل السماء اليوم'' یہ شخص آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔
(تاریخ دمشق ۱۴/۱۸۱ وسندہ حسن، یونس بن ابی اسحاق بریٔ من التدلیس کما فی الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ۲/۶۶ ص ۴۸)

احسن الحدیث

حافظ طارق مجاہد یزمانی

# شرک ظلم عظیم ہے

﴿ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴾
جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ نہ ملایا (تو) انھی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (الانعام: ۸۲)

## فقہ القرآن

۱۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ﴿ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہ کیا (تو) انھی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں ﴾ نازل ہوئی تو صحابۂ کرام نے کہا: ہم میں ایسا کون شخص ہے جس نے (کچھ نہ کچھ) ظلم نہیں کیا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لیس کما تقولون ، لم یلبسوا إیمانھم بظلم : بشرک)) ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم کہہ رہے ہو۔ اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہ کیا کا مطلب شرک کے ساتھ آلودہ نہ کیا، ہے۔ کیا تم نے لقمان کی نصیحت نہیں سنی جو انھوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی؟ ﴿ یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ ﴾
اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ بے شک شرک ظلمِ عظیم ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۳۶۰ و صحیح مسلم: ۱۲۴)

۲۔ محدث برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۵ھ) فرماتے ہیں:
یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ شرک تھوڑا ہو یا زیادہ، اُس سے (کُلی طور پر) بری ہونا چاہئے۔
(نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ۲/ ۶۶۳)

۳۔ غلام رسول سعیدی بریلوی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:
''اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے، کیونکہ ظلم کا معنی ہے کسی چیز کو اس کے مقام پر نہ رکھنا اور جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے، وہ عبادت کو اس کے محل میں نہیں رکھتا۔'' (تبیان القرآن ج ۳ ص ۵۶۹)

۴۔ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ خاصہ میں مخلوق کو شریک کرنا شرکِ اکبر کہلاتا ہے۔ شیخ ابن ابی العز الحنفی نے اس بات کو اہلِ عرب کے شرک کی اصل قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء وصالحین کی تماثیل کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ اللہ کے ہاں سفارشی ہیں اور مشرکینِ عرب ان کا وسیلہ پکڑتے تھے۔ دیکھئے شرح عقیدہ طحاویہ (ص ۷۹)

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وَمَا یُؤۡمِنُ اَکۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِکُوۡنَ ﴾ اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان بھی لاتے ہیں مگر (ساتھ ہی) شرک بھی کئے جاتے ہیں۔ (یوسف: ۱۰۶، الکتاب ص ۱۵۰)

# نماز جنازہ کے بعض مسائل

۱ :نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے، دیکھئے صحیح البخاری (ج ۱ ص ۱۷۸ ح ۱۳۳۵)

۲: سورہ فاتحہ کے بعد ایک سورت پڑھنا سنت ہے، دیکھئے سنن النسائی (ج ۱ ص ۲۸۱ ح ۱۹۸۹ وسندہ صحیح علیٰ شرط البخاری)

۳: قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد ہونی چاہئے، دیکھئے مصنف عبدالرزاق (ج ۳ ص ۴۸۸، ۴۸۹ ح ۶۴۲۸) ومنتقیٰ ابن الجارود (ص ۱۸۹ ح ۵۴۰) وسندہ صحیح

۴: پھر نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہئے، دیکھئے مصنف عبدالرزاق (۴۸۸/۳، ۴۸۹) ومنتقیٰ ابن الجارود (۵۴۰) وسندہ صحیح

۵: پھر میت کے لئے خالص دعا کرنی چاہئے، دیکھئے مصنف عبدالرزاق (۴۸۸/۳، ۴۸۹ ح ۶۴۲۸) ومنتقیٰ ابن الجارود (ص ۱۸۹ ح ۵۴۰) وسندہ صحیح

۶: جنازہ جہراً پڑھنا سنت ہے دیکھئے سنن النسائی (ج ۱ ص ۲۸۱ ح ۱۹۸۹) وسندہ صحیح، ومستدرک الحاکم (ج ۱ ص ۳۵۸ ح ۱۳۲۳) وقال: صحیح علی شرط مسلم، ووافقہ الذہبی

۷: جنازہ سراً پڑھنا بھی سنت ہے دیکھئے سنن النسائی (ج ۱ ص ۲۸۱ ح ۱۹۹۱) وھو حدیث صحیح

۸: جہراً تعلیم کے لئے پڑھا جاتا ہے، دیکھئے صحیح البخاری (۱۳۳۵) ومستدرک الحاکم (۳۵۸/۱) وصححہ علیٰ شرط مسلم ووافقہ الذہبی

۹: آخر میں دائیں طرف سلام پھیرنا چاہئے، دیکھئے سنن النسائی (ج ۱ ص ۲۸۱ ح ۱۹۹۱) ومصنف عبدالرزاق (۴۸۸/۳، ۴۸۹ ح ۶۴۲۸) وسندہ صحیح

۱۰: اتنی آواز میں دعا پڑھنا جائز ہے کہ مقتدی سن کر یاد کرلیں، دیکھئے صحیح مسلم (ج ۱ ص ۳۱۱ ح ۹۶۳/۸۵ وترقیم دارالسلام: ۲۲۳۲۔۲۲۳۴) وسنن ابی داود (ج ۲ ص ۱۰۱ ح ۳۲۰۲) وھو حدیث صحیح (ابوداود والی روایت میں میت کا نام لینا بھی مذکور ہے)

۱۱: تابعین کا اس پر اجماع ہے کہ میت پر کوئی موقت دعا نہیں ہے۔ جو دعا چاہیں مانگ سکتے ہیں، دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۳ ص ۲۹۴، ۲۹۵ ح ۱۱۳۶۷۔۱۱۳۷۴) نبی ﷺ نے تشہد کے بارے میں فرمایا: (( **ثم لیتخیر من الدعاء أعجبه إلیه فیدعو** )) پھر جو دعا پسند ہو، اختیار کر کے وہ دعا کرے۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۱۵ ح ۸۳۵)

۱۲: نبی ﷺ قنوت نازلہ والی دعا فرماتے تو صحابۂ کرام آپ کے پیچھے آمین کہتے تھے دیکھئے سنن ابی داود (ج ۱ ص ۲۱۱ ح ۱۴۴۳) وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمہ (۶۱۸) والحاکم علیٰ شرط البخاری (۲۲۵/۱) ووافقہ الذہبی

تنبیہ (۱): صحابی جس کام کو سنت کہے اس سے مراد نبی ﷺ کی سنت ہوتی ہے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۱۲۳ نوع: ۸) ونصب الرایہ (ج ۱ ص ۳۱۴) ومستدرک الحاکم (ج ۱ ص ۳۵۸، ۳۶۰)

تنبیہ (۲): نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنا، جل ثناء ک والی دعائے استفتاح اور رحمت و ترحمت والا درود، نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

[ابو ثاقب محمد صفدر حضروی]